ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
49
www.tanzeem.org
30صفر تا 6ربیع الاوّل 1436ھ/23 تا 29 دسمبر 2014ء

اس شمارے میں

کیوں قتل کرتے ہو بچوں کو!
ایمان کی حقیقت
..... پیارا ہے بیگانے کا نام
انسدادِ سود کے ضمن میں چند تجاویز
تحریک تحفظ ختم نبوت
جماعت اسلامی کا اجتماع
سانحۂ فیصل آباد کے اثرات
ہمارے پھوپھا: اللہ بخش سیال
تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

انسانی مشقت

’’آخر انسانی مشقت اور جدوجہد کی نوعیت کیا ہے؟ ایک شخص اس لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے کہ اسے زندہ رہنے کے لئے ایک لقمہ اور پہننے کے لئے کپڑے کا ایک ٹکڑا میسر ہو۔ دوسرا شخص اس لئے جدوجہد کرتا ہے کہ ایک ہزار کے دو ہزار اور 10 ہزار بنائے! ایک اور شخص اقتدار و فرماں روائی یا جاہ و منصب کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ ایک اور شخص ہے جس کی ساری جدوجہد راہِ خدا میں ہوتی ہے۔ ایک اور شخص ہے جو اپنی خواہشاتِ نفس کی تسکین کے لئے مشقتیں جھیلتا ہے۔ ایک اور شخص ہے جو اپنے عقیدے اور اپنی دعوت کے لئے زحمت و مشقت برداشت کرتا ہے۔ ایک شخص دوزخ کی طرف چلتے ہوئے مشقتیں جھیلتا ہے۔ دوسرا جنت کی راہ میں سعی و جہد کرتا ہے۔ ہر کوئی اپنا بوجھ اٹھاتا اور محنت و مشقت کے ساتھ اپنا راستہ طے کرتا ہوا اپنے رب سے جا ملتا ہے۔ وہاں بدبختوں اور نافرمانوں کے لئے شدید ترین مصائب ہیں اور نیک بختوں اور فرماں برداروں کے لئے عظیم ترین راحت! زحمت و مشقت دنیوی زندگی کی طبیعت وفطرت ہے۔ البتہ اس کی شکلیں اور اس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن انجامِ کار ہے زحمت و مشقت ہی۔ سب سے زیادہ خسارے میں وہ شخص ہے جو حیاتِ دنیا میں زحمتیں اور مشقتیں جھیلتا ہے اور اس کے نتیجے میں آخرت میں ان سے زیادہ تلخ اور شدید مصائب و شدائد سے دوچار ہوتا ہے' اور کامیاب ترین انسان وہ ہے جو اپنے رب کی راہ میں جدوجہد کرتا ہے تاکہ جب اس کے پاس پہنچے تو وہ زندگی کی مشقتوں سے محفوظ ہو جائے اور اللہ کے سائے میں عظیم ترین راحت سے ہم کنار ہو۔

آخرت کی اس جزا کے علاوہ مختلف قسم کی کوششوں اور مشقتوں پر دنیا میں بھی کچھ جزا مترتب ہوتی ہے۔ جو شخص کسی عظیم مقصد کے لئے جدوجہد کرتا ہے اس کی طرح وہ شخص نہیں ہو سکتا جو کسی پست اور حقیر مقصد کے لئے تگ و دو کرتا ہے۔ دل کی طمانیت اور جان و مال کی قربانی پر راحت و سکون محسوس کرنے میں دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے۔ جو شخص زمین کے بندھنوں سے آزاد ہو کر جدوجہد کرتا ہے یا اس لئے جدوجہد کرتا ہے کہ زمینی بندھنوں سے آزاد ہو' اس کی طرح وہ شخص کبھی نہیں ہو سکتا جو حشرات الارض اور کیڑے مکوڑوں کی طرح زمین سے چمٹتا اور زمین کی دلدل میں دھنسنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ جو شخص دعوت کی راہ میں جان دیتا ہے اس کی مانند وہ شخص نہیں ہو سکتا جو اپنی نفسانی خواہشات کے لئے جان دیتا ہے۔ دونوں اپنی جدوجہد کے شعور اور ان مشقتوں کے سلسلے میں جو وہ برداشت کرتے ہیں، یکساں نہیں ہو سکتے۔‘‘

فی ظلال القرآن
سید قطب شہید

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

یہود کو سرزنش

سُورۃُ النَّحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 91 تا 92

وَاَوۡفُوۡا بِعَہۡدِ اللّٰہِ اِذَا عٰہَدۡتُّمۡ وَلَا تَنۡقُضُوا الۡاَیۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡکِیۡدِہَا وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ اللّٰہَ عَلَیۡکُمۡ کَفِیۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۞۹۱
وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّتِیۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَہَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ اَنۡکَاثًا ؕ تَتَّخِذُوۡنَ اَیۡمَانَکُمۡ دَخَلًۢا بَیۡنَکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ اُمَّۃٌ ہِیَ اَرۡبٰی مِنۡ اُمَّۃٍ ؕ اِنَّمَا
یَبۡلُوۡکُمُ اللّٰہُ بِہٖ ؕ وَلَیُبَیِّنَنَّ لَکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ مَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ۞۹۲

آیت ۹۱ ﴿وَاَوۡفُوۡا بِعَہۡدِ اللّٰہِ اِذَا عٰہَدۡتُّمۡ﴾ ’’اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم عہد کر چکے ہو‘‘

یہاں بنی اسرائیل کا وہ وعدہ مراد ہے جس کی تفصیل بعد میں مدنی سورتوں میں آئی۔ مدنی سورتوں میں اِن کے اس عہد کا بار بار ذکر کیا گیا ہے: ﴿وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَکُمۡ ……﴾ (البقرۃ :۶۳)۔ یہاں پر اس عہد کی تفصیل میں جائے بغیر صرف اس کا تذکرہ کر دیا گیا کہ ’’عاقلاں را اشارہ کافی است‘‘۔ مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے صاحبانِ علم و بصیرت بات کو سمجھنا چاہیں تو سمجھ لیں۔

﴿وَلَا تَنۡقُضُوا الۡاَیۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡکِیۡدِہَا وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ اللّٰہَ عَلَیۡکُمۡ کَفِیۡلًا ؕ﴾ ’’اور اپنی قسموں کو مت توڑو مضبوطی سے باندھنے کے بعد‘ جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ ٹھہرا چکے ہو۔‘‘

﴿اِنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۞۹۱﴾ ’’یقیناً اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔‘‘

یعنی یہ عہد تم نے اللہ کو گواہ بنا کر اور اللہ کی قسمیں کھا کر باندھا ہوا ہے۔

آیت ۹۲ ﴿وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّتِیۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَہَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ اَنۡکَاثًا ؕ﴾ ’’اور مت ہو جاؤ اُس (دیوانی) عورت کی مانند جس نے اپنا سوت توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا‘ مضبوطی (سے کاتنے) کے بعد۔‘‘

دیکھو تم تو ایک مدت سے نبی آخر الزماں ﷺ کے منتظر چلے آ رہے تھے اور اہل عرب کو اس حوالے سے دھمکایا بھی کرتے تھے کہ نبی آخر الزمان آنے والے ہیں‘ جب وہ تشریف لے آئے تو ہم ان کے ساتھ مل کر تم لوگوں پر غالب آ جائیں گے۔ اب جب کہ وہ نبیؐ آ گئے ہیں تو تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اُنؐ کو جھٹلانے کے لیے بہانے ڈھونڈ رہے ہو! تو کیا اب تم لوگ اپنے منصوبوں اور افکار و نظریات کے تانے بانے خود اپنے ہی ہاتھوں تار تار کر دینے پر تل گئے ہو؟ کیا اُس دیوانی عورت کی طرح تمہاری بھی مت ماری گئی ہے جو بڑی محنت اور مشقت کے ساتھ کاتتے ہوئے اپنے سوت کی تار تار ادھیڑ کے رکھ دے؟

﴿تَتَّخِذُوۡنَ اَیۡمَانَکُمۡ دَخَلًۢا بَیۡنَکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ اُمَّۃٌ ہِیَ اَرۡبٰی مِنۡ اُمَّۃٍ ؕ﴾ ’’تم اپنی قسموں کو اپنے مابین دخل دینے کا ذریعہ بناتے ہو تاکہ نہ ہو جائے ایک قوم بڑھی ہوئی دوسری قوم سے۔‘‘

یعنی تم نے تو اس معاملے کو گویا دو قوموں کا تنازعہ بنا لیا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ وہی نبی (ﷺ) ہیں جن کی بشارت تمہاری کتاب میں موجود ہے‘ تم آپس میں عہد و پیمان کر رہے ہو‘ قسمیں کھا رہے ہو کہ ہم ہرگز آپ (ﷺ) پر ایمان نہیں لائیں گے۔ تمہاری اس ہٹ دھرمی کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ تم قومی عصبیت میں مبتلا ہو چکے ہو۔ چونکہ اس آخری نبی ﷺ کا تعلق بنی اسماعیل یعنی اُمیین سے ہے‘ اس لیے تم لوگ نہیں چاہتے کہ بنی اسماعیل کو اب ویسی ہی فضیلت حاصل ہو جائے جو پچھلے دو ہزار سال سے تم لوگوں کو حاصل تھی۔

﴿اِنَّمَا یَبۡلُوۡکُمُ اللّٰہُ بِہٖ ؕ﴾ ’’یقیناً اللہ تمہیں آزما رہا ہے اس کے ذریعے سے۔‘‘

اس میں تمہاری آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم لوگ حق پرست ہو یا نسل پرست؟ اگر تم لوگ اس معاملے میں نسل پرستی کا ثبوت دیتے ہو تو جان لو کہ اللہ سے تمہارا کوئی تعلق نہیں اور اگر حق پرست بننا چاہتے ہو تو تمہیں سوچنا چاہیے کہ ایک مدت تک اللہ تعالیٰ نے نبوت تمہاری نسل میں رکھی اور اب اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل کے ایک فرد کو اس کے لیے چن لیا ہے۔ لہٰذا اسے اللہ کا فیصلہ سمجھتے ہوئے تمہیں قبول کر لینا چاہیے۔ تمہیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ بنی اسماعیل بھی تو آخر تمہاری ہی نسل میں سے ہیں۔ وہ بھی تمہارے جدّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی اولاد ہیں‘ مگر تم لوگ ہو کہ تم نے اس معاملے کو باہمی مخاصمت اور ضد ﴿بَغۡیًۢا بَیۡنَہُمۡ﴾ کی بھینٹ چڑھا دیا ہے اور اس طرح تم لوگ اللہ کی اس آزمائش میں ناکام ہو رہے ہو۔

﴿وَلَیُبَیِّنَنَّ لَکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ مَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ۞۹۲﴾ ’’اور وہ ضرور ظاہر کرے گا تم پر قیامت کے دن وہ سب کچھ جس میں تم لوگ اختلاف کرتے تھے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
23 تا 29 دسمبر 2014ء جلد 23
30 صفر تا 6 ربیع الاول 1436ھ شمارہ 49
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 36316638-36366638-36293939
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیوں قتل کرتے ہو بچوں کو!

اللہ رب العزت اپنے پاک کلام میں اپنی بہترین تخلیق انسان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝﴾ ’’ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا، پھر یہ ہو جاتا ہے نچلوں میں سب سے نچلا‘‘۔ یہ رب کائنات کی آخری اور مقدس ترین کتاب کے الفاظ ہیں۔ اس سے بڑھ کر حق اور سچ کیا ہو سکتا ہے۔ انسانی تاریخ پر نگاہ ڈالیں، ایک ایک لفظ اور حرف اس کی تصدیق کرتا ہے۔ قرآن پاک کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آج سے قریب قریب پندرہ سو سال پہلے اپنے محبوب بندے رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچایا، لیکن اس کلام برحق کے نزول سے ہزاروں سال پہلے بھی اور آج بھی انسان نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ وہ حقیقت میں اس کائنات کی بہترین مخلوق ہے۔ اس کا وجود نہ صرف دوسرے انسانوں بلکہ کل مخلوق کے لیے باعث رحمت ہے۔ اسی طرح انسان نے یہ بھی ثابت کیا کہ وہ بھیڑیے کو درندگی میں، اونٹ کو کینہ پروری میں اور لومڑی کو عیاری میں آسانی سے شکست دے دیتا ہے۔ جنگلی درندوں اور جانوروں میں بہت کم ہیں جو ہم جنس پر حملے کرتے ہیں۔ تاریخ اٹھا کر دیکھیں، انسان نے انسان کا کس قدر خون بہایا ہے۔ انسان نے جنگیں صرف مذہب کے نام پر نہیں لڑیں بلکہ ہم مذہب لوگوں نے بھی ایک دوسرے کا جی بھر کر خون بہایا۔ ماضی بعید کے ذکر سے بات بہت طویل ہو جائے گی۔ ماضی قریب یعنی بیسویں صدی میں جنگ عظیم اول اور ثانی میں کروڑوں انسان جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ دونوں بڑی متحارب قوتیں عیسائی تھیں، اگرچہ غیر عیسائی بھی جنگ میں شامل تھے۔ جنگ عظیم دوم میں وقت کی ابھرتی ہوئی سپر پاور امریکہ نے اس وقت کا جدید ترین ہتھیار یعنی ایٹم بم استعمال کیا اور اس انتہائی ہولناک ہتھیار سے کسی میدانی فوج یا کسی فوجی چھاؤنی یا فوجی تنصیبات پر حملہ نہیں کیا گیا بلکہ دو ہنستے بستے شہروں پر یہ بم گرائے گئے اور وہ شہر آگ کے دریا بن گئے۔ انسانوں کا وہ حشر ہوا کہ ان کی لاشیں کیا ملتیں، اکثریت کی خاک اور راکھ بھی نہ مل سکی۔ آس پاس کی آبادیاں متاثر ہوئیں۔ خطرناک نوعیت کی بیماریاں پیدا ہوگئیں۔ عورتوں کے حمل گر گئے۔ گویا قیامت کا سماں پیدا ہو گیا۔

اگرچہ اس انسان کی سوچ میں تبدیلی آئی یا لومڑی صفت آلِ یہود نے ایک بات عیسائی دنیا کو سمجھائی اور جس سیکولرازم کا شور وغوغا انیسویں صدی سے سنائی دے رہا تھا اسے دنیا بھر میں بزور بازو مسلط کر دیا گیا۔ عیاری اور چالاکی کی انتہا یہ ہے کہ سیکولرازم جس کا مطلب ہمہ مذہبیت بتایا جاتا ہے اور مذہب کو انسان کا انفرادی معاملہ قرار دے کر ریاستی امور سے بے دخل کر دیا جاتا ہے، اسی سیکولرازم کا لبادہ اوڑھ کر عملی طور پر بدترین مذہبی تعصب روبہ عمل ہو گیا۔ انتظامی سطح پر اندرونی اور داخلی معاملات میں تو آپ کو کافی حد تک سیکولرازم یعنی مذہب سے بالاتر معاملہ نظر آئے گا، عسکری اور خارجی سطح پر نیام سیکولرازم کی ہی استعمال ہوتی ہے، لیکن اندر رکھی گئی تلوار مذہبی بنیاد پر اپنی کاٹ پوری قوت سے دکھا رہی ہے۔ یورپی یونین اس کی بہترین

مثال ہے۔ ترکی نے لاکھ ہاتھ پاؤں مارے، تحریری تقریری ہر نوعیت کی گارنٹی مہیا کرنے کی درخواست دی گئی لیکن اس یونین کا وہ حصہ نہ بن سکا جو عیسائی ریاستوں کا اتحاد ہے۔ مذہب کے سوا کون سی چیز آڑے آئی تھی؟ سیکولرازم کے پرچارک غیر مسلم خصوصاً عیسائی اور یہودی متحد ہو کر اُمت مسلمہ کے خلاف میدانِ جنگ میں اُتر چکے ہیں۔

لطیفہ یا المیہ تو یہ ہے اس پر چاہے ہنسیے یا روئیے، حقیقت یہ ہے کہ مسلمان عملی طور پر پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہم مسلمان اقوام ہیں، ہم امت مسلمہ نہیں ہیں۔ کوئی کہتا ہے ”سب سے پہلے پاکستان“ اور کوئی عرب نیشنلزم کی صدا لگا رہا ہے۔ لیکن دشمن قہقہے لگا کر کہتا ہے کہ نہیں نہیں تم اُمت مسلمہ ہو یا اُمت مسلمہ بننے کی خواہش رکھتے اور ہمیں تمہاری یہ خواہش بھی پسند نہیں۔ اور اگر یہ الفاظ کسی کے لبوں تک آ جائیں تو انہیں ناگوار گزرتے ہیں۔ یہ وہ المیہ ہے، یہ وہ داستانِ غم ہے جو ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو بارہا سنا چکے ہیں اور وہ آنکھوں سے بھی دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان حکمران اپنے تخت وتاج کی حفاظت میں امت مسلمہ کے دشمنوں کے بے دام غلام بن چکے ہیں۔ لیکن صرف حکمران ہی نہیں، عوام بھی ذاتی فائدے کے لیے آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے ہیں اور ضمیر کو تھپکیاں دے کر میٹھی نیند سلا دیتے ہیں۔ پورے عالم اسلام کے حالات بیان کرنے کے لیے ضخیم کتاب درکار ہے۔ چند گزارشات صرف پاکستان کے حوالے سے عرض کیے دیتے ہیں۔

یہاں حکومت اپنی رٹ قائم کرنے کے لیے مسلمانوں پر آتش فشانی کر رہی ہے۔ اور کچھ پاکستان اور اسلام دشمن عناصر اسلام کو ڈھال بنا کر اپنے مسلمان بھائیوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ رہے ہیں۔ سکول میں داخل ہو کر بچوں کے خون سے ہولی کھیلنا یہ جنگلی درندوں سے آگے بڑھنے والا قدم ہے۔ درندہ پیٹ بھرنے کے بعد اپنے شکار سے بھی منہ پھیر لیتا ہے۔ یہ درندہ صفت انسان بچوں کو کرسیوں سے نکال نکال کر اور بھاگ کر جان بچانے کی کوشش کرنے والے بچوں کے سروں کا نشانہ لیتے رہے اور ایک سو اکتیس بچوں کو شہید کر دیا۔ بعض کو ایسا زخمی کیا کہ وہ مفلوج اور محتاج زندگی گزاریں گے۔ ہم امریکا کی اُس وحشیانہ کارروائی کی بھی شدید مذمت کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ڈمہ ڈولہ میں 84 قرآن پڑھتے معصوم بچے شہید ہو گئے تھے۔ اس کی مذمت ہم نے اس وقت بھی کی تھی، آج بھی کرتے ہیں اور جب تک سانس میں سانس ہے، منہ میں زبان اور ہاتھ میں قلم ہے، ہر سطح پر اس کی مذمت بلاخوف و خطر کرتے رہیں گے۔ لیکن اس کو جواز بنا کر بچوں کا قتل عام اور درندگی کا یوں مظاہرہ ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں۔ یہ اسلامی فعل نہیں ہے۔ یہ انسانی فعل نہیں ہے۔ اس کا نہ شرعی جواز ہے نہ اخلاقی۔ نبی اکرم ﷺ نے مجاہدین اسلام کو جنگی ہدایات دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا۔ ہمیں تو بلا جواز درخت کاٹنے کی اجازت بھی نہیں۔ آنکھیں بند کر کے بچوں کا قتل عام چاہے وہ فوجی سکول کے ہوں یا مدرسے میں پڑھتے ہوں ان کو معمولی سی زک پہنچانا بھی کچھ اور تو ہو سکتا ہے اسلام بہرحال نہیں ہے۔ ہم تو اس نبی ﷺ کی اُمت ہیں اور اس کے لائے ہوئے دین کو نافذ کرنا چاہتے ہیں، جو کوڑا اچھینکنے والی عورت کی خیریت دریافت کرتے ہیں، جو یہودی بوڑھے کو گلی میں اس لیے کراس نہیں کرتے کہ اس کی داڑھی سفید ہے، جو سجدے سے سر اس لیے نہیں اٹھاتے کہ ایک معصوم کمر پر سوار ہے۔ بچوں کے حوالہ سے تو مسلم اور غیر مسلم کی تمیز بھی ہمیں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ جو رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کے قتل کی اجازت اس لیے نہیں دیتے کہ یہ الزام آئے گا کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کروا رہے ہیں، جو اس صحابیؓ کو ڈانٹ دیتے ہیں جس نے کافر کو قتل کرنے سے ہاتھ نہیں روکا تھا جبکہ اُس نے مرنے کے خوف سے کلمہ پڑھ لیا تھا۔ ایسا دین بچوں کے قاتلوں کو ڈھال کیوں فراہم کرے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔ یہ جنگ اور امن کے حوالے سے الگ الگ ضابطے اور احکامات صادر کرتا ہے۔ میدانِ جنگ ہے تو حربی کافر کا قتل عظیم جہاد ہے اور مجاہد اسلام کو اجر وثواب سے لاد دیتا ہے۔ یہاں بڑھ چڑھ کر دشمن کے کشتوں کے پشتے لگانا ہوں گے۔ اور اگر امن ہے تو مسلمان کیا، ذمی کی حفاظت فرد اور ریاست دونوں کی ذمہ داری ہے۔ چہ جائیکہ کوئی مسلمان اپنے تئیں مسلمان کو قتل کر دے۔ پاکستان اس وقت جس خانہ جنگی کا شکار ہے ہم فریقین کو ایک ہی بات کہیں گے کہ خونریزی مت کرو، زبان سے بات کرو، وعظ کہو، اصلاح کرو اور اپنی تلوار اسلام دشمن کافر قوم کے لیے سنبھال کر رکھو۔ کسی کو اچھا لگے یا بُرا، ہم واشگاف الفاظ میں حق کہتے رہیں گے کہ اس خانہ جنگی سے کوئی فریق نقصان اور تباہی سے بچ نہیں سکے گا۔ فائدہ صرف اسلام دشمن قوتوں کو پہنچے گا۔ لہٰذا سب ہوش کے ناخن لیں، گریبان میں منہ ڈالیں اور دوسروں سے پہلے اپنی اصلاح کریں۔ جس پاک ہستی نے ہمیں ہر چھوٹی بڑی بات پڑھائی اور سکھائی ہے، کیا اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام (جو آپ ﷺ کا اصل مقصد بعثت ہے) کے حوالہ سے آپؐ نے قوم کی رہنمائی نہیں فرمائی۔ کیا اس حوالے سے آپؐ کا اسوۂ حسنہ موجود نہیں؟ کیا سیرت نبویؐ سے یہ اخذ نہیں ہو سکتا کہ یہ نظام کیسے نافذ ہوگا۔ تو پھر دائیں بائیں کیوں دیکھ رہے ہو۔ فریقین کو سوچنا ہوگا اور فیصلہ کرنا ہوگا۔ اس لیے کہ اب کسی کے پاس غلطی کی گنجائش نہیں۔ سابقہ غلطیاں ہمیں تباہی کے کنارے پہنچا چکی ہیں۔ مزید ایک غلطی بھی بحیثیت قوم ہمارا نام ونشان مٹا سکتی ہے، ہمیں دوسری اقوام کے لیے عبرت کا نشان بنا سکتی ہے۔ اللہ ہمیں تائب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆

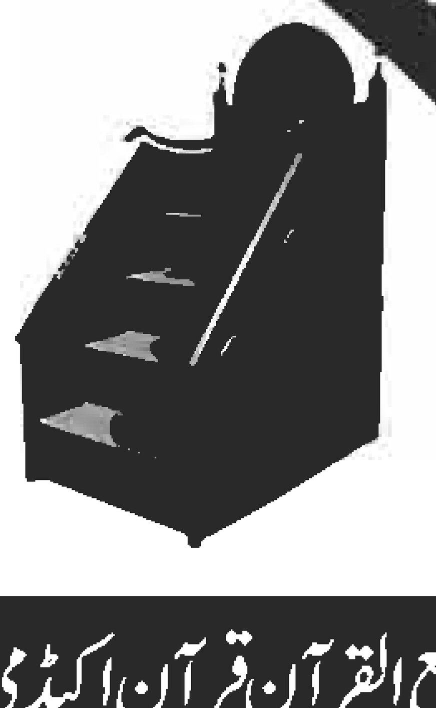

ایمان کی حقیقت

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 12 دسمبر 2014ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات! میں نے ابھی آپ کے سامنے سورۃ التغابن کی ابتدائی چار آیات تلاوت کی ہیں۔ سورۃ التغابن سورۃ المنافقون کے بعد آتی ہے۔ ''تغابن'' کے لفظ کا اصل مفہوم جزا و سزا اور بدلہ ہے۔ لیکن اس سورت میں یہ لفظ ایمان بالآخرت کے ضمن میں آیا ہے۔ غور سے دیکھیں تو اس سورت کا اصل مضمون ایمانیات ہے، اور اس مضمون کا پچھلی سورت (المنافقون) کے مضمون کے ساتھ ایک منطقی ربط ہے۔ وہاں ذکر ان لوگوں کا ہے جو اگرچہ کلمہ پڑھتے تھے، آنحضور ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے تھے، اور آپؐ ان کی نماز جنازہ پڑھا رہے تھے، لیکن ساتھ ہی قرآن مجید کہہ رہا ہے کہ وہ حقیقی ایمان سے محروم ہیں اور ان کا انجام کفار کے ساتھ ہوگا۔ اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر حقیقی ایمان کسے کہتے ہیں؟ اصل ایمان کیا ہے؟ جس کا حامل اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں واقعی مومن ہے۔ اس سوال کا بہترین اور مکمل جواب اس سورت میں موجود ہے۔

ایمان کی بنیادی طور پر تین بڑی قسمیں ہیں: اللہ پر ایمان، رسولوں پر ایمان اور آخرت پر ایمان۔ آگے انہی تین کی شرح و تفصیل ہے۔ بہرحال ہمیں تھوڑا سا تفصیل میں جانا ہوگا کہ ایمان کیا ہے؟ آج کی دنیا میں ایمان کا تصور یہ ہوگیا ہے کہ یہ بس ایک مذہبی عقیدہ (dogma) ہے۔ اور ایک شخص جو چاہے عقیدہ رکھ سکتا ہے۔ پھر یہ کہ عقیدہ (dogma) وہ چیز ہے جسے عقل اور تجربے سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اسی طرح اسے عقل اور فطرت سے بھی کوئی نسبت نہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے صورتحال بالکل مختلف ہے۔

ایمان کی تعریف علماء نے یہ کی ہے کہ ''تصدیق بما جاء بہ النبی'' یعنی جو خبریں نبیؐ نے دیں، انہیں سچا جاننا، ان کی تصدیق کرنا کہ ہاں یہی حق ہے، یہ ایمان ہے۔ چنانچہ ایمان میں دو چیزیں شامل ہیں: زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق۔ زبان سے اقرار ایمان کا قانونی پہلو ہے۔ یہ اس بات کا مظہر ہے کہ ہم نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے۔ لیکن ایمان حقیقی تب نصیب ہوگا کہ جب ہمارے دل اِس یقین سے سرشار ہوں کہ جو بات بھی نبی ﷺ فرما رہے ہیں، جو بھی خبریں آپؐ نے دی ہیں وہ سب کی سب سچ ہیں۔ کلمہ پڑھنے سے آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ یعنی مسلمان ہو جاتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ ابھی ایمان بھی اُس کے اندر آ گیا ہو۔ ایمان ایک باطنی حقیقت ہے۔ وہ قلبی تصدیق

مرتب: محبوب الحق عاجز

کا نام ہے۔ اقرار باللسان (یعنی زبان سے اقرار) کا تو دوسروں کو بھی پتہ چل جاتا ہے، لیکن دل کی تصدیق کا کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہوتا۔ کوئی یہ نہیں جان سکتا کہ جو شخص اقرار کر رہا ہے اسے تصدیق بھی حاصل ہے کہ نہیں۔ پس اسلام اور ایمان کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ ایمانی حقائق کی زبان سے تصدیق کرنا اسلام میں داخل ہونا ہے۔ اور جب ان حقائق کی دل سے تصدیق ہو یعنی دل گواہی دے کہ یہی حق ہے، تو یہ حقیقی ایمان ہے۔

ایمان کے حوالے ایک عجیب حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے۔ ہم فلسفہ اور مذہب کو عام طور پر متضاد سمجھتے ہیں، لیکن ان کا موضوع ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے کائنات کے ابدی حقائق کا علم۔ انسان کا معاملہ بالعموم یہ ہے کہ

سنی حکایتِ ہستی تو درمیاں سے سنی
نہ ابتدا کی خبر ہے، نہ انتہا معلوم!

زندگی کی حقیقت کیا ہے؟ کائنات کی اصل حقیقت کیا ہے؟ کیا اس کا کوئی خالق اور مالک ہے یا نہیں ہے۔ ہماری زندگی کا کوئی مقصد ہے یا نہیں ہے۔ آیا ہمیں کسی نے پیدا کیا یا ہم خود اپنے خالق ہیں۔ ان سوالوں بارے انسان اپنے ذرائع سے کچھ نہیں جان سکتا۔ نہ اُسے یہ معلوم ہے کہ ہم دنیا میں آئے ہیں تو ہمارا مقصد تخلیق کیا ہے، اور نہ وہ اپنے ذرائع سے یہ جانتا ہے کہ موت کے بعد کیا ہونا ہے۔ ہمارے پاس ان سوالوں کے جواب کا کوئی یقینی ذریعہ نہیں۔ انسانوں میں کچھ لوگ ان حقائق کو جاننے کے لیے غور و فکر کرتے ہیں۔ وہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس کائنات کی حقیقت کیا ہے؟ اِس کا خالق کون ہے؟ اِس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ کون ہے جو اس کے پیچھے ہے؟ یہ کس مقصد کے تحت پیدا کی گئی ہے؟ وحی اِن سوالوں کے جواب کا یقینی ذریعہ ہے۔ وحی الٰہی کے ذریعے حقیقت مطلقہ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے، اور حقائق کا اصل میں سراغ مل جاتا ہے۔ فلسفی وحی سے آزاد ہو کر ان سوالوں کے جواب کے متلاشی ہوتے ہیں۔ لہٰذا انہیں یہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔ وہ ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں۔ ایک فلسفی ایک نظریہ قائم کرتا ہے، جسے اگلا آ کر رد کر دیتا ہے۔ کوئی بھی دعوے سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں یہی حقیقت ہے۔ بلکہ اُس کے خیالات ظن و گمان پر مبنی ہوتے ہیں۔ بہرکیف یہ جو ابدی حقائق ہیں ان کی دریافت کا نام ایمان ہے۔

فلسفی صرف اپنی عقل کو استعمال کرتا ہے۔ اُس کے ہاں تلاشِ حقیقت کا سارا سفر عقل کے بل پر ہوتا ہے۔ چونکہ عقل کی رسائی محدود ہے۔ لہٰذا وہ ٹھوکریں کھاتا ہے۔ انسان کے اندر جہاں حواسِ خمسہ اور عقل موجود ہے وہاں ایک شے اور بھی ہے اور وہ فطرت ہے۔ فطرت وہ چیز ہے جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا۔ فطرت میں رب ذوالجلال کی معرفت رکھ دی گئی ہے۔ فطرت کے اشارے انسان کو حقائق تک پہنچنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس کے برعکس جب انسان فطرت کو نظرانداز کر کے صرف عقل کی بنیاد پر حقائق تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے تو دیوار کے ساتھ سر ٹکراتا ہے۔ اقبال کے اشعار یاد آرہے ہیں کہ

عقل گو آستاں سے دور نہیں
اس کی تقدیر میں حضور نہیں!

اور

گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نُور
چراغِ راہ ہے ، منزل نہیں ہے!

اللہ تعالیٰ اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ لیکن انسان اپنے حواس سے اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔ فلسفی اپنی عقل کو استعمال کرتا ہے تو عقل کی اپنی limitations ہیں۔ اگر کوئی وجود باری تعالیٰ کے لئے عقل سے دلیلیں لاتا بھی ہے تو عقل ہی اس کی دلیلوں کو کاٹ بھی دیتی ہے۔ یہ عقل نارسائی ہے۔ اقبال کہتے ہیں ؎

صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول!

فلسفی عقل کا غلام ہوتا ہے۔ وہ اپنے ہی بنائے ہوئے منطق کے اصولوں کے تحت حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے تو بے چارہ وہیں پھنس کے رہ جاتا ہے۔ وہ آگے جا ہی نہیں سکتا۔ لیکن ہر دور میں اللہ نے نبوت و رسالت کا انتظام کئے رکھا۔ نبی اور رسول آتے اور لوگوں کو ابدی حقائق کی خبریں دیتے تھے اور جو شخص سلیم الفطرت ہوتا وہ ایک دم اس نتیجے تک پہنچ جاتا تھا کہ حق بات وہی ہے جو نبی بتا رہا ہے۔ ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں تھا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیسے ایمان لائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی ایمان کی دعوت پیش کی، انہوں نے ایک لمحے کا بھی توقف نہیں کیا۔ فوراً ایمان لے آئے۔ اس لیے کہ وہ حقیقت کے دروازوں تک پہنچ کر دستک دے رہے تھے، اور ان کی فطرت بھی سلیم تھی۔ لہٰذا انہیں ایمان لانے میں کوئی دیر نہ لگی۔ تو یہ جو آج کل سمجھا گیا کہ ایمانیات تو محض dogma ہیں، جن کا عقل و فطرت سے کوئی تعلق نہیں ہے، درست نہیں ہے۔ اصل میں ایمانیات نبی کی عقل و فطرت پر مبنی پکار پر لبیک کہنا ہے۔ رسول کی دعوت فطرت کے مطابق ہوتی ہے۔ ایمان اس حقیقت کا اقرار اور اِسے دل سے جاگزیں کرنے کا نام ہے کہ کائنات کے اصل حقائق کے حوالے سے رسول جو خبریں دیتے ہیں، وہ حق اور سچ ہیں، وہی reality ہے۔ نبی اور رسول کی خبریں اور دعوت خلافِ فطرت نہیں ہوتی۔ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ مطابقِ فطرت ہوتا ہے۔ اِس اعتبار

پریس ریلیز 16 دسمبر 2014ء

سکول کے بچوں کا قتلِ عام کرنے والے انسانیت اور اسلام کے دشمن ہیں

یہ واقعہ سقوطِ ڈھاکہ کے دردناک واقعے سے کم نہیں

حافظ عاکف سعید

سکول کے بچوں کا قتل عام کرنے والے اسلام اور انسانیت کے دشمن ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے پشاور دھماکے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ پشاور کے ایک سکول میں دہشت گردوں کی یہ وحشیانہ کارروائی بہیمیت اور درندگی کا بدترین مظاہرہ ہے۔ انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ بیرونی خفیہ ایجنسیوں کے آلہ کار اس دہشت گردی میں ملوث ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 16 دسمبر کو پیش آنے والا یہ المناک واقعہ سقوط ڈھاکہ کے دردناک واقعہ سے کم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملزمان اور ان کے پشتی بانوں کو گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دی جائے۔

پریس ریلیز 19 دسمبر 2014ء

بچوں کا قتلِ عام درندگی اور بہیمیت ہی کا نہیں بلکہ پاگل پن کا بھی مظاہرہ تھا

اس جرمِ عظیم کی پشت پر غیر ملکی عناصر خصوصاً CIA، موساد اور را کے ایجنٹ ہو سکتے ہیں

بچوں کے قتل عام نے پاکستان بلکہ ساری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبۂ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ یہ درندگی اور بہیمیت ہی کا نہیں بلکہ پاگل پن کا بھی مظاہرہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ اِس جرم عظیم کی پشت پر غیر ملکی عناصر خصوصاً CIA، موساد اور را کے ایجنٹ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ایک اخباری اطلاع کے مطابق ریمنڈ ڈیوس جیسے چھ ہزار افراد پاکستان میں اب بھی موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں ظلم و ستم اور قتل و غارت میں اضافہ نظام عدل کے قائم نہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔ امریکہ نے عراق پر جھوٹے اور بے بنیاد الزامات گھڑے اور پھر اُس پر جنگ مسلط کر کے لاکھوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اہل پاکستان سے اللہ ناراض ہے جس کے نتائج سامنے آرہے ہیں۔ ہم نے نہ صرف اللہ سے کئے ہوئے وعدہ سے انحراف کرتے ہوئے پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست نہ بنایا بلکہ افغانستان جہاں ایک اسلامی حکومت قائم ہوئی تھی امریکہ جیسی طاغوتی قوت سے اتحاد کر کے اُس حکومت کو ختم کرنے میں بھرپور تعاون کیا۔ آخر میں انہوں نے پشاور میں شہید ہونے والے بچوں کے لئے دعا کی کہ اللہ جنت میں اُن کے درجات بلند کرے اور اُن کے ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

سے دیکھا جائے تو dogma اور ایمان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اکبرالٰہ آبادی کا ایک شعر ہے ؎

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے پر سرا ملتا نہیں!

اقبال نے اسی بات کو اپنے انداز سے کہا ہے ؎

بو علی اندر غبار ناقہ گم
دست رومی پردۂ محمل گرفت

عقل زمان ومکان کی حدود کے اندر بڑی کارآمد ہے، اسی لئے تو اسلام جا بجا غور وفکر کی دعوت دیتا ہے، لیکن وہ زمان ومکان سے آگے پرواز نہیں کر سکتی۔ چنانچہ کائنات کے اصل حقائق اس کے دائرہ کار سے باہر ہیں۔ اس کے لیے وہ ڈیزائن ہی نہیں ہوئی۔ ہاں، حقیقت مطلقہ کے اشارے انسان کی فطرت میں ہیں۔ اگر وہ ان اشارات سے مدد لے تو حقیقت تک پہنچ سکتا ہے۔

سورۃ التغابن کے شروع میں تین ایمانیات آئے ہیں، جو دوسرے ایمانیات کی بنیاد ہیں۔ ایمانیات میں سب سے پہلا ایمان ایمان باللہ ہے۔ اللہ کی ہستی مبدا ہے آغاز کائنات کا بھی اور انسان کا بھی۔ اگر اس کو نہ پہچانا جائے تو آدمی اندھیرے ہی میں رہتا ہے۔ اللہ کی معرفت اگر حاصل ہو جائے تو کائنات میں روشنی ہی روشنی دکھائی دیتی ہے اور چیزیں بامعنی نظر آتی ہیں، ورنہ اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دے گا۔ اور ایمان باللہ کے بعد ایمان بالرسالت اور پھر ایمان بالآخرۃ آتا ہے۔ ایمان جب پختہ ہو جائے، تو پھر انسان کی شخصیت کس طرح کی بنتی ہے، یہ بات اگلے رکوع میں آئے گی۔ ویسے تو ایمان کا مضمون پورے قرآن میں جا بجا آیا ہے۔ لیکن یہاں تینوں ایمانیات کو بہت جامعیت سے لایا گیا ہے۔

آج ہم اس سورت کی پہلی آیت پڑھیں گے۔ فرمایا:

﴿یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ﴾

’’جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے، (سب) اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔‘‘

زمین وآسمان کی ہر شے اللہ کی تسبیح میں مشغول ہے۔ بڑا خوبصورت شعر ہے کہ

ردائے لالہ و گل پردۂ ماہ و انجم
جہاں جہاں وہ چھپے ہیں عجیب عالم ہے

کائنات میں جو چیز بھی پائی جاتی ہے سب اللہ کی مخلوق ہے، یہ سب آیات آفاقیہ ہیں۔ آپ کسی بھی چیز پر غور کریں گے تو آپ کو رب یاد آئے گا۔ اس لیے کہ ہر شے زبان حال سے پکار رہی ہے کہ میرا صانع، میرا موجد، میرا خالق ایک ذات کامل ہے، اور وہ ہر عیب، ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے۔ گویا ہر چیز زبان حال سے اللہ کے وجود کا اعلان کر رہی ہے۔ زمین وآسمان کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح وتحمید میں لگا ہوا ہے۔ یہ انسان ہے کہ اُسے ذرا سا اختیار دیا گیا ہے تو اس کا یہ حال ہے کہ اللہ کی نافرمانی کرتا اور یہاں تک کہ بغاوت پر اُتر آتا ہے۔

﴿لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ ۫ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝﴾ (التغابن:1)

’’اسی کی سچی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف (لامتناہی) ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘

پوری کائنات کا بادشاہ حقیقی صرف اللہ ہے۔ اُسی کے ہاتھ میں کل اختیار ہے۔ وہی مستوی عرش تمام معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔ اس نے انسان کو جو تھوڑا بہت اختیار دیا ہے، وہ آزمائش وامتحان کے لئے ہے، مگر انسان بسا اوقات فرعون بن جاتا ہے۔ اللہ نے انسان کو محدود آزادی اس لئے دی کہ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ انسان قوت واختیار پا کر میرا شکرگزار بنتا ہے یا میری ناشکری کرتا ہے۔ حقیقت میں صاحبِ اختیار اور صاحبِ اقتدار ہستی صرف اللہ کی ہے۔ اللہ جب چاہے انسان کا اختیار سلب کر سکتا ہے۔ ہم ہر دم کلیتاً اللہ کے کنٹرول میں ہیں۔ ہمارے وجود کا ایک ایک خلیہ اللہ کے قانون کے تابع ہے۔ انسان کو اگرچہ یہاں اس امر کی آزادی ہے کہ چاہے تو اللہ کی ناشکری ونافرمانی کرے، یہاں تک اللہ کی ہستی ہی کا انکار کر دے، لیکن آخرت میں اُسے اِس کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ وہ بچ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ کل اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے، اور کل شکر اور تعریف کے لائق بھی اُسی کی ہستی ہے۔ وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ایمان حقیقی کی روشنی سے منور کر دے اور ہمیں راہ حق میں اپنا تن من دھن قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تنظیم ڈیجیٹل لائبریری

Tanzeem Digital Library

http:// tanzeemdigitallibrary.com

☆ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتابوں پر مشتمل یونیکوڈ (UNICODE) ویب سائٹ جس میں تمام کتابوں میں باآسانی سرچ کی سہولت موجود ہے۔

☆ قرآنی، عربی اور اردو عبارات کو مختلف رنگوں سے مزین کیا گیا ہے۔

☆ اس ویب سائٹ کی بہتری کے لئے تجاویز کے لئے ای میل کریں۔

feedback@tanzeemdigitallibrary.com

☆ اب تک پچاس (50) سے زائد کتابوں کو ویب سائٹ میں شامل کر دیا گیا ہے اور مزید کتابوں پر مسلسل کام جاری ہے۔

خصوصی افادیت

یونیکوڈ ویب سائٹ اس لحاظ سے منفرد اہمیت کی حامل ہے کہ اس سے پہلے آن لائن کتابوں میں سرچ کی سہولت موجود نہیں ہے۔ یونیکوڈ کی مدد سے آپ باآسانی کسی بھی کتاب میں سرچ کر سکتے ہیں۔ اور کسی بھی صفحہ کو آپ سوشل میڈیا پر Share بھی کر سکتے ہیں۔

...... پیارا ہے بیگانے کا نام

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

امریکی تہذیب کے چہرے سے نقاب ایک مرتبہ پھر سرکا ہے۔ ڈریکولا، ویمپائر نما خون آشام بلا جو پس پردہ چھپی بیٹھی تھی پھر آشکارا ہوئی ہے۔ ابوغریب میں قیدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی داستان کی سیاہی ابھی خشک نہ ہوئی ہوگی کہ نئی 528 صفحات پر مبنی درندگی سامنے آ گئی ہے۔ امریکی مادر ایجنسی ہائے جاسوسی (CIA) کے کالے کرتوت، 60 ہزار صفحات میں سے چھان پھٹک کر خلاصۂ مظالم سامنے آیا ہے۔ یہ باقی دنیا بھر کی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے لیے ماڈل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی ظلم کے انڈے بچے 9/11 کے بعد دنیا بھر، بالخصوص مسلم ممالک میں اصحاب الاخدود کی نئی داستانیں رقم کر رہے ہیں۔ انسانی تاریخ میں ظلم و جبر کے یہ واقعات بار بار دہرائے گئے۔ کفر نے اپنی انتہا پسندی اور مسلم کشی کا یہ چہرہ بار بار دکھایا ہے۔ سورۃ البروج اسی پس منظر میں ہر دور کے اہل ایمان کی ہمت بندھاتی ہے۔ اللہ کا آفاقی کلام ہر صدی کے ظالموں، جابروں سے مخاطب ہے:

(ترجمہ) ''مارے گئے گڑھے والے! (اُس گڑھے والے) جس میں خوب بھڑکتے ایندھن کی آگ تھی جبکہ وہ اُس گڑھے کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ وہ ایمان لانے والوں کے ساتھ کر رہے تھے اُسے دیکھ رہے تھے۔ اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی کی وجہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ وہ اس خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ جو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے۔ اور وہ خدا سب کچھ دیکھ رہا ہے۔'' (البروج:4-9)

ساری کہانی مظالم کی، یہاں ہو یا وہاں اللہ کو بھول جانے کا نتیجہ ہے۔ اللہ براہ راست بھی دیکھ رہا ہے۔ ریکارڈنگ بھی جاری ہے! جو مظالم تاریخ کے مختلف ادوار میں آگ سے بھرے گڑھوں میں اہل ایمان کو پھینک کر کیے گئے اب وہ ٹیکنالوجی کی سان چڑھ چکے ہیں۔ اب ان کا نام ہیل فائر میزائل، کلسٹر بم، فاسفورس بم، ایٹم و ہائیڈروجن بم ہے۔ جو مظالم آج واٹر بورڈنگ کے نام سے ہیں وہ آلِ یاسرؓ نے کفار مکہ کے ہاتھوں برداشت کیے تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ درندگی اب ہائی ٹیک ہو چکی اور خوبصورت ناموں، اصطلاحوں کے ریپر میں ملفوف میڈیا کے کندھوں پر سوار اپنا جواز و دلائل رکھتی ہے۔ ہر کچھ عرصے بعد تمام تر مردہ ضمیری کے باوجود ان کے سربستہ رازوں سے پُر معدے کو اُلٹیاں لگ جاتی ہیں۔ بوجھ ہلکا کر کے (ابوغریب، فلوجہ کی طرح) پھر از سرِ نو آدم خوری پر جُت جاتے ہیں۔ ذمہ داری سی آئی اے کے سر تھوپ کر امریکی حکومت اور عوام معصوم بن رہتے ہیں۔ حالانکہ (نام نہاد) جمہوریت، آزاد میڈیا، قانون انصاف کے دعویداروں کے ہاں اس تجاہل عارفانہ کی کیا گنجائش ہے؟ اس سب سے بڑے دہشت گرد ادارے کے پالیسی سازوں سے لے کر قہر کاروں تک کیا سب ہی انصاف کے کٹہرے میں کھڑے کیے جانے کے لائق ہیں یا نہیں؟ ڈاکٹر عافیہ صدیقی تو بلا ثبوت، دجل فریب کی بنیاد پر 86 سال قید کی مجرم قرار پائے اور یہ جنگی مجرم صاف چھوٹ جائیں۔ Scot Free۔۔۔؟ نیز CIA میڈیا کو بھی بھرپور استعمال کرتی رہی۔ ٹارچر سیل دیگر ممالک میں بھی حاصل کیے رکھے۔ ماہرین نفسیات ٹارچر کنسلٹنٹ بھی ان کے قائم کردہ اذیت رسانی کے اداروں میں موجود تھے جو معاہدوں کے تحت CIA سے بھاری رقوم وصول کرتے رہے۔

ایسے انسانیت سوز مظالم (رپورٹ میں تفاصیل موجود ہیں) ڈھانے والے عالمی ادارے اور بقول امریکی صحافی جسٹن ریمنڈو (اینٹی وار جرنل)، یونائیٹڈ سٹیٹس آف ٹارچر، سے ہماری اتنی گہری وابستگی، آئے روز وفود کے تبادلے، انٹیلی جنس شیئرنگ ۔۔۔ چہ معنی دارد۔۔۔؟ ہمارے قومی ریاستی ضمیر کو کیونکر لکڑ ہضم، پتھر ہضم بنا دیا گیا؟ حراستی مراکز میں سسک سسک کر جان دیتے نوجوان جن پر کوئی الزام ثابت نہیں۔ جو لاپتگان اور جبری گمشدگان کی اصطلاح میں لپیٹ دیئے گئے۔ کیا یہ اسی رپورٹ کی بازگشت نہیں۔۔۔؟ وہ اقراری جرم اس کے علاوہ ہیں جو پرویز مشرف نے اپنی کتاب میں قبول کیے ہیں۔ مسلمانوں کو امریکہ کے ہاتھ بیچ کر ان مظالم کا تمغۂ تر بنانا۔ کیا قرآن نے سورۃ ہود میں ہم ہی سے نہیں کہا تھا:

(ترجمہ) ''ان ظالموں کی طرف ذرا نہ جھکنا ورنہ (جہنم کی) آگ کی لپیٹ میں آ جاؤ گے۔ اور تمہیں کوئی ایسا ولی و سرپرست نہ ملے گا جو اللہ سے تمہیں بچا سکے اور نہ کہیں سے تمہیں مدد پہنچے گی۔'' (آیت:113)

کیا ہم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔۔۔؟ کیا ہم عذاب قبر و عذاب حشر سے بے خوف ہیں؟ پاکستان جو اس وقت بدامنی کا عذاب بھگت رہا ہے، دنیا میں 8ویں نمبر پر خطرناک ترین ممالک کی فہرست میں کھڑا ہے۔ کیا یہ اسی ظلم کا نتیجہ نہیں؟ بے دری، بے گھری، بلا ثبوت جرم سزاؤں اور بے گناہوں پر موت برسانے کا یہ ردِعمل نہیں۔۔۔؟ کیا اس درندہ صفت جنگ میں فخریہ فرنٹ لائن اتحادی بننے سے پہلے امن و عافیت کا ایسا بحران ہم نے دیکھا تھا؟ 50 ہزار پاکستانی جان سے گئے۔ 80 ارب ڈالر کا نقصان معیشت نے بھگتا۔ عالمی جنگی مجرم سے اب دوستی کی جو پینگیں بڑھائی جا رہی ہیں وہ پچھلے سارے ریکارڈ توڑ رہی ہیں! جن وارداتوں پر عالمی ضمیر بھی تڑپ اٹھا، وہ ہم دہشت گردی کی امدادی بھیک، امریکی تھپکیوں اور ڈالروں کے چورن کھا کھا ہضم کیے جا رہے ہیں۔ اللہ ہی ہمارے حال پر رحم کرے!

ترکی میں اردگان قومی ملی شناخت کی طرف لوٹنے کے مستحسن اقدامات کر رہے ہیں۔ اہم ترین عثمانی/عربی رسم الخط کی طرف مراجعت ہے، جسے قومی نصاب کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔ نیز شراب کے آداب میزبانی پر مبنی کورس (جو وزارت سیاحت کے تحت صنعت سیاحت کو تقویت دینے والے سکولوں کے نصاب میں شامل تھا) کی منسوخی ہے۔ سکارف پہلے ہی خواتین کے لیے بحال کر کے مسلم شناخت کے تحفظ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مغرب اور مغرب نواز سیکولر طبقہ ان اقدامات پر شدید جز بز ہو رہا ہے۔ فکری

غلامی کے مریضوں کے لیے یقیناً یہ کڑوی کسیلی گولی ہے۔ بدنصیبی سے پاکستان میں بھی انگریزی رسم الخط میں لکھے جانے والی اردو کو موبائل، اشتہارات و دیگر ذرائع سے مقبول بنانے کی کوشش جاری ہے۔ نصابوں میں اردو عنقا ہوتی جا رہی ہے جو اپنی تہذیب، تاریخ اور اقدار سے کاٹ کر رکھ دینے کا مؤثر ترین طریقہ ہے۔ نظامِ تعلیم کی نظریاتی بنیادوں پر بحالی کے لیے دینی سیاسی جماعتوں کو چوکس رہ کر مہم چلانے کی ضرورت ہے۔ اردو زبان کا تحفظ ازبس لازم ہے جیسے بانیٔ پاکستان ہمارے لیے طے کر گئے۔ لیکن۔۔۔

فیض ان کو ہے تقاضائے وفا ہم سے جنہیں
آشنا کے نام سے پیارا ہے بیگانے کا نام

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ تنظیم اسلامی حلقہ اسلام آباد کے ملتزم رفیق کی عزیزہ خلع یافتہ، تعلیم ایم اے، بی ایڈ، عمر 28 سال بغیر اولاد، اپنے والدین کے ساتھ حافظ آباد میں مقیم کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔

برائے رابطہ: 0333-5504876

☆ لاہور کے رہائشی رفیقِ تنظیم کو اپنی بیٹی، رفیقۂ تنظیم، عمر 27 سال، تعلیم بی اے، ایک سالہ کورس رجوع القرآن کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔ رفیقِ تنظیم اسلامی کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ: 0336-0430957

0312-4020009

☆ اہلحدیث جٹ کاشت کار فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، قد "5.3 تعلیم بی ایس سی آنرز سائیکالوجی، کے لئے دینی مزاج کے حامل نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0345-7702295

☆ لاہور میں رہائش پذیر اہلحدیث مغل فیملی کو اپنی دو بیٹیوں، عمریں بالترتیب 24 سال (ایم ایس سی، ایم فل کر رہی ہے) اور 22 سال (ایم ایس سی ریاضی) کے لئے پڑھے لکھے دیندار گھرانوں سے موزوں رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0322-4976515

حرفِ التجا

ایامِ حج وزیارتِ مدینہ کی یاد میں

سید سلمان گیلانی

کس منہ سے کروں شکر ادا تیرا خدایا
اک بندۂ ناچیز کو گھر اپنا دکھایا
واللہ! اس اعزاز کے قابل میں کہاں تھا
یہ فضل ہے تیرا کہ مجھے تو نے بلایا
جس گھر کے تیرے پاک نبیؐ نے لیے پھیرے
صد شکر کہ تو نے مجھے گرد اس کے پھرایا
لگتا نہ تھا دل اور کسی ذکر میں میرا
لبیک کا نغمہ مجھے اس طرح سے بھایا
مزدلفہ و عرفات و منیٰ و صفا مروہ
ہر جا تیری رحمت نے گلے مجھ کو لگایا
ہوتی رہی بارش تیری رحمت کی بھی چھم چھم
مجھ کو بھی بہت میری ندامت نے رُلایا
محشر میں بھی رکھ لینا بھرم اپنے کرم سے
جیسے میرے عیبوں کو ہے دنیا میں چھپایا
محشر میں بھی کوثر کا مجھے جام عطا ہو
جیسے یہاں پانی مجھے زم زم کا پلایا
جیسے یہاں سایہ تیرے کعبہ کا ملا ہے
محشر میں بھی حاصل ہو تیرے عرش کا سایا
مت پوچھیے مکہ میں جو گزرے مرے ایام
ہر آن نیا کیف نیا لطف اٹھایا
مکہ سے مدینہ کے سفر کو جو میں نکلا
بے نام سا اِک خوف تھا دل پر مرے چھایا
ہمت نہیں پاتا تھا کروں سامنا ان کا
ہر پل تو بغیر ان کی اطاعت کے گنوایا
وہ تو کہو یاد ان کا کرم آ گیا مجھ کو
ہر رنج و اَلم دل سے لگا اس نے مٹایا
رفتار تھی اس شوق کی پھر دیکھنے والی
خود سے بھی قدم دو قدم آگے اسے پایا
ہونٹوں پہ درودوں کے مچلنے لگے نغمے
جب دور سے ہی گنبدِ خضرا نظر آیا
کچھ عرض زباں سے تو وہاں کرنا ہے مشکل
حال اپنا بس اشکوں کی زبانی ہی سنایا
جتنا بھی کروں ناز مقدر پہ وہ کم ہے
سرکار نے اپنا مجھے مہمان بنایا
سلمان مرے دل میں جو کعبہ کے ہیں جلوے
آنکھوں میں مری گنبدِ خضرا ہے سمایا

ارباب اقتدار کی خدمت میں

انسداد سود کے ضمن میں چند تجاویز

حافظ عاطف وحید
ڈائریکٹر شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی لاہور

1۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 38 کی ذیلی دفعہ F میں یہ بات بالکل واضح اور غیر مبہم طور پر درج ہے کہ ''حکومت جس قدر ممکن ہو سکے ربا کو ختم کرے گی''۔ آئین کی اس دفعہ کی رُو سے یہ ذمہ داری حکومت کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے کہ سود کی جملہ شکلوں کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے اور اس کے لیے ضروری قانون سازی کی جائے۔ ہم حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے حکومت اپنی آئینی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ہنگامی بنیادوں پر قانون سازی کرے اور ایسے عملی اور ٹھوس اقدامات کئے جائیں جن سے سود کی ہر شکل کا خاتمہ یقینی ہو۔ آخر کیا وجہ ہے کہ برسر اقتدار طبقہ جمہوریت کو بچانے' دہشت گردی سے نبٹنے' فلور کراسنگ کو روکنے اور اپنی حکومتوں کو بچانے کے لیے تو قانون سازی کا راستہ اختیار کرتا ہے لیکن اللہ سے چھیڑی گئی اس جنگ (جو یقیناً ضربِ عضب سے بھی ہزاروں گنا اہم جنگ ہے) سے نکلنے کے لیے لیت ولعل سے کام لے رہا ہے۔

2۔ انسدادِ سود کے حوالے سے حکومتی حلقوں کی جانب سے اکثر یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ غیر سودی نظام راتوں رات (over-night) نہیں لایا جا سکتا بلکہ اس کام کے لیے تدریجی منہج اختیار کرنا پڑے گا۔ اس نقطہ نظر کے بارے میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ یہ دلیل اپنی جگہ جزوی طور پر درست ہونے کے باوجود اصل میں عوام کو دھوکے میں مبتلا رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے کہ پاکستان کو وجود میں آئے 67 برس بیت چکے ہیں اور بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے 1948ء میں سٹیٹ بنک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اسلامی نظام معیشت کو اختیار کرنے کا فیصلہ سنا دیا تھا۔ چنانچہ 67 برس بیتنے کے بعد بھی اگر یہ معاملہ ''over-night'' تبدیلی قرار پائے تو یہ ایک سنگین مذاق ہے جو قوم کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

3۔ حکومتی حلقوں کی طرف سے ایک اور عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ سود سے پاک نظام کے لئے کسی عدالتی یا حکومتی فیصلے کے ذریعے ڈیڈ لائن متعین نہیں کی جا سکتی بلکہ اس کے لئے بینکنگ سیکٹر میں سودی سسٹم سے غیر سودی نظام کی طرف smooth transition کے تقاضے کے طور پر اسلامی بینکاری کو مزید فروغ دیا جائے گا، جس سے لوگ خود بخود سودی سسٹم سے نکل کر غیر سودی سسٹم کی طرف چلے آئیں گے۔ یہ اپروچ بھی اُس وقت تک صریح دھوکا اور فریب ہے جب تک مکمل transition کے لیے ایک واضح لائحۂ عمل (road map) اور انتہائی مدت (dead line) کا تعین نہیں کیا جاتا۔ اس لئے کہ اس قسم کی smooth transition کا سب سے بڑا نقصان یہ ہو رہا ہے کہ غیر سودی بینکاری کی اساسات اور طریقے سودی بینکاری سے مقابلہ کی بنا پر بُری طرح سے متاثر اور pollute ہو رہے ہیں اور بیشتر اسلامی products کے حوالے سے عوام اور خواص میں بے اطمینانی بڑھ رہی ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ ایک واضح road map اور تحدید وقت کا اعلان کر دیا جائے، تاکہ انسداد سود کی کوششیں نتیجہ خیز ثابت ہوں۔

4۔ چونکہ غیر سودی بینکاری کے ماڈل پر اس وقت تک کامیابی کے ساتھ عمل درآمد ممکن نہیں جب تک سودی نظام کے خاتمے کا قانونی تقاضا پورا نہیں کیا جاتا، اس لیے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ حکومت کی جانب سے سپریم کورٹ آف پاکستان میں ایک درخواست دائر کی جائے جس میں سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ کے 1999ء کے لینڈ مارک فیصلے (landmark judgment) اور فیڈرل شریعت کورٹ کے 1991ء کے فیصلے کو بعد کی PCO زدہ عدالت کے 2002ء کے فیصلے کے ذریعے کالعدم قرار دلوانے کے شرمناک معاملے کی تحقیقات کا مطالبہ کیا جائے۔ واضح رہے کہ 2002ء والا فیصلہ انصاف کے تقاضے پورا کیے بغیر اس وقت کی (جنرل پرویز مشرف کی) حکومت کے دباؤ میں دیا گیا تھا، جس کی کوئی اخلاقی حیثیت باقی نہیں رہی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

رفقاء کے تحریری سوالات اور
امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ
کے جوابات پر مشتمل **ماہانہ پروگرام**
تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر

امیر سے ملاقات

کے عنوان سے دیکھا جا سکتا ہے

☆ رفقاء تنظیم پروگرام کے لیے سوالات اپنے نام اور مقامی تنظیم وحلقہ کے حوالہ کے ساتھ ہر ماہ کی **20 تاریخ** تک درج ذیل ذرائع سے بھجوا سکتے ہیں۔
i) بذریعہ ای میل: media@tanzeem.org پر۔ ii) بذریعہ خط: 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتے پر۔
iii) بذریعہ SMS موبائل نمبر 0312-4024677 پر۔

خالصتاً فقہی نوعیت کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے جائیں گے

المعلن: مرزا ایوب بیگ (ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی)
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
042-35869501-3/042-35856304

تحریک تحفظ ختم نبوت

تاریخ کے آئینے میں

ابن سعید

☆ مئی 1934ء میں مبلغ اسلام مولانا عنایت اللہ چشتی صاحب کو قادیان میں مبلغ احرار کی حیثیت سے تعینات کیا گیا۔

☆ 22,21 جولائی 1934ء کو رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی قادیان تشریف لے گئے اور مجمع عام سے خطاب فرمایا۔

☆ 23,22,21 اکتوبر 1934ء کو مجلس احرارِ اسلام کے زیرانتظام قادیان میں ایک عظیم الشان احرار کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔

☆ 20 اپریل 1935ء مجسٹریٹ گورداسپور نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو قادیان میں کی گئی تقریر کی پاداش میں چھ ماہ قید بامشقت سنائی۔

☆ 31 جنوری 1936ء کو مجلس احرارِ اسلام نے ہندوستان کی تمام مسلمان جماعتوں اور انجمنوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی تنظیموں سے قادیانیوں کا اخراج کریں۔

☆ 28 فروری 1936ء کو قادیان کے مسلمانوں کے اہم ترین معاون حاجی عبدالغنی رئیس بٹالہ وصدر مجلس احرارِ اسلام گورداسپور شہید کر دیے گئے۔

☆ 1948ء میں پنجاب کے گورنر سر فرانسس موڈی کی خصوصی مہربانی سے چنیوٹ کے قریب 1034 ایکڑ اراضی کوڑیوں کے مول قادیانیوں کو الاٹ کر دی گئی۔

☆ 18,17 مئی 1952ء کو سر ظفر اللہ خان قادیانی نے ہم مسلک قادیانیوں کے ایک اجتماع میں اسلام کو سوکھے ہوئے درخت اور قادیانیوں کو خدا کے لگائے ہوئے پودے سے تشبیہ دے کر اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کیا۔

☆ 3 جون 1952ء کو مجلس احرارِ اسلام نے کراچی میں مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام کا ایک اجلاس طلب کیا۔ جس میں تین مطالبات مرتب کئے گئے۔

(i) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(ii) چوہدری ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے۔

(iii) تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔

☆ 13 جولائی 1952ء کو مجلس احرارِ اسلام نے پنجاب میں مذکورہ بالا مطالبات کو منوانے کی غرض سے آل مسلم پارٹیز کانفرنس منعقد کی جس میں ایک مجلس عمل تشکیل دی گئی۔

☆ 18 جولائی 1952ء کو مجلس عمل نے اپنے مذکورہ مطالبات کی منظوری کے لئے یوم نجات منایا۔

☆ 14 اگست 1952ء کو مجلس عمل کے رہنما مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری، شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری وغیرہ نے قادیانیوں کے متعلق اپنے مطالبات کی غرض سے کراچی میں وزیراعظم خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کی۔

☆ جولائی، اگست 1952ء مجلس احرار اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں ان دو ماہ کے دوران ایک سو قادیانی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

☆ 3 اکتوبر 1952ء بروز جمعہ کو پنجاب میں آل پارٹیز مجلس عمل کے فیصلے کے مطابق حکومتی قادیانیت نوازی کے خلاف ''یوم احتجاج'' منایا گیا۔

☆ 14 جنوری 1953ء کو کل جماعتی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک اجلاس کراچی میں ہوا، جس میں مشرقی ومغربی پاکستان کے مختلف مکاتبِ فکر کے ڈیڑھ سو سے زائد علماو مشائخ نے شرکت فرمائی۔

☆ 22 جنوری 1953ء کو مولانا عبدالحامد بدایونی، ماسٹر تاج الدین انصاری، پیر ابو صالح محمد جعفر اور سید مظفر نے خواجہ ناظم الدین اس وقت کے وزیراعظم سے ملاقات کی، مذاکرات کے دوران وفد نے آل پارٹیز مسلم کنونشن کی قرار دادیں اور مطالبات کی منظوری کے لئے ایک ماہ کا نوٹس دیا جس پر خواجہ ناظم الدین نے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں قادیانیوں کے خلاف آپ کے مطالبات مان لوں تو امریکہ ہمیں ایک دانہ گندم کا نہیں دے گا۔

☆ 6 مارچ 1953ء تک پنجاب بھر میں 390 جلسے ہو چکے تھے جن میں سے 167 کا اہتمام خالصتاً مجلس احرارِ اسلام نے کیا تھا۔

☆ 21 فروری 1953ء کو الٹی میٹم کی مدت مکمل ہوگئی۔ اس دن مجلس عمل کے وفد نے وزیراعظم سے ملاقات میں اپنے مطالبات دہرائے جن کی طرف حسب سابق کچھ التفات نہ کیا گیا۔

☆ 27,26 فروری 1953ء کی درمیانی شب دفتر احرار کراچی پر چھاپہ مار کر مجلس عمل کی قیادت کو گرفتار کر لیا گیا۔

☆ 28 فروری 1953ء کو دفتر احرار لاہور کے باہر قائم رضا کاروں کے کیمپ پر پولیس نے چھاپہ مار کر سارا سامان ضبط کر لیا۔

☆ یکم مارچ 1953ء کو مولانا احمد علی لاہوری صاحب نے دفتر احرار کے سامنے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا اور رضا کاروں کے ایک جتھے کے ہمراہ گورنر ہاؤس جانے کا پروگرام بنایا۔

☆ 2 مارچ 1953ء کو مولانا اختر علی خان مسجد وزیر خان سے دس ہزار افراد کا جلوس لے کر نکلے جسے چیرنگ کراس پر روک کر پولیس نے شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔

☆ 3 مارچ 1953ء لاہور میں تحریک کی شدت کی تاب نہ لاتے ہوئے حکومت نے فوج کو طلب کر لیا اور عملاً شہر میں کرفیو کا سماں پیدا ہو گیا۔ دفعہ 144 کے باوجود شہر میں جلوس نکلتے رہے اور سینکڑوں رضا کاروں کو گرفتار کیا گیا۔

☆ 4 مارچ 1953ء لاہور میں ڈی ایس پی فردوس شاہ کے ہاتھوں قرآن کریم شہادت و بے حرمتی کا المناک سانحہ پیش آیا۔

☆ 5 مارچ 1953ء کو منڈی لاہور میں پولیس کے دو افسروں نے فائرنگ کر کے شمع رسالت کے پروانوں کی کثیر تعداد کو شہید کر دیا۔

☆ 6 مارچ 1953ء جنرل اعظم خان نے لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا۔ غرض 1953ء کی اس تحریک میں دس ہزار فرزندانِ اسلام نے جام شہادت نوش کیا اور اس مقدس تحریک کو ریاستی جبر وستم سے دبا دیا گیا۔

☆ 1953ء حکومتِ پاکستان نے تحریک تحفظ ختم نبوت چلانے کی پاداش میں مجلس احرارِ اسلام پر پابندی لگا دی۔

☆ 5 ستمبر 1958ء مجلس احرارِ اسلام پر پابندی کے خاتمے کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چوک گھنٹہ گھر ملتان میں مجلس احرار اسلام کے دفتر کا افتتاح کیا۔

☆ 29 مئی 1974ء ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبا پر آہنی سلاخوں، لوہے کی تاروں کے کوڑوں سے حملہ کر کے ان پر انسانیت سوز تشدد کیا۔

☆ 30 مئی 1974ء قادیانی غنڈہ گردی کے خلاف لاہور، فیصل آباد اور دیگر شہروں میں ہڑتال رہی۔

☆ 31 جون مجلس تحفظ ختم نبوت کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں ہوا۔

☆ 9 جون لاہور کے اجلاس میں آغا شورش کشمیری کی تحریک و تجویز پر مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو مجلس عمل کا کنونیئر مقرر کیا گیا۔ مجلس عمل کے سرکردہ رہنماؤں نے مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں وزیر اعظم سے ملاقات کی۔

☆ 13 جون وزیر اعظم نے تقریر میں بجٹ کے بعد مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش کرنے کا اعلان کیا۔

☆ 14 جون قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی حمایت میں پورے ملک میں ہڑتال ہوئی۔

☆ 30 جون ایک قرارداد کے ذریعے پوری اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے دیا گیا۔

☆ 24 جولائی وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ جو قومی اسمبلی کا فیصلہ ہوگا، ہمیں منظور ہوگا۔

☆ 3 اگست صمدانی ٹریبونل نے تحقیقات مکمل کر لیں۔

☆ 5 اگست مرزا ناصر پر قومی اسمبلی میں جرح کا آغاز ہوا۔

☆ 20 اگست صمدانی ٹریبونل نے سانحہ ربوہ کے متعلق رپورٹ وزیر اعلیٰ کو پیش کی۔

☆ 22 اگست کو رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی گئی۔

☆ 24 اگست وزیر اعظم نے فیصلہ کے لئے 7 ستمبر تاریخ مقرر کی۔

☆ 28,27 اگست۔ لاہوری گروپ پر قومی اسمبلی میں جرح ہوئی۔

☆ 6,5 ستمبر 1974ء اٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث پیش کیا اور مرزائیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

☆ 6 ستمبر 1974ء مجلس عمل کی راولپنڈی میں ختم نبوت کانفرنس اور وزیر اعظم سے ملاقات کی۔

☆ 7 ستمبر قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

مینار پاکستان لاہور کے سبزہ زار میں

جماعت اسلامی کا اجتماع

نعیم اختر عدنان

ملک میں دو طرح کے جلسہ عام منعقد ہونے کی روایت بڑی قدیم ہے۔ ایک روایت سیاسی جماعتوں کے جلسوں کی ہے جو چند گھنٹوں پر محیط ہوتے ہیں۔ ان میں سیاسی جماعت کے سربراہ اور لیڈروں کی سیاسی تقریریں ہوتی ہیں، کارکنوں کا جوش وخروش نکتہ عروج پر ہوتا ہے اور یوں یہ سیاسی جلسے عوامی اور سیاسی طاقت کا فقط اظہار ہی ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے جلسے جو دینی و مذہبی جماعتیں اور تنظیمیں منعقد کرتی ہیں چند گھنٹوں کے جلسہ عام بھی ہوتے ہیں اور کئی روزہ ملک گیر اجتماعات بھی۔ دینی جماعتوں کے اجتماعات میں تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع اپنی مثال آپ ہے۔ اس اجتماع کا نظم وضبط، شرکائے اجتماع کی ناقابل بیان حاضری، علماء اور امرائے جماعت کی دعوتی وتذکیری تقاریر انفرادی شان کی حامل ہوتی ہیں۔ دعوتی و تربیتی مقاصد کا حاصل یہ اجتماع نصف صدی سے زائد عرصہ سے تسلسل کے ساتھ ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ دیگر قابل ذکر اور نمایاں جماعتوں میں جماعت اسلامی کا اجتماع بھی حد درجہ اہمیت کا حامل ہے۔ اگر چہ جماعت ان اجتماعات کو طویل وقفوں کے بعد ہی منعقد کر پاتی ہے۔ جیسے زیر تبصرہ اجتماع چھ سال کے طویل وقفہ کے بعد منعقد پذیر ہوا ہے۔ قاضی حسین احمد مرحوم طویل عرصہ جماعت اسلامی کی قیادت اور امارت کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ قاضی صاحب ایک متحرک شخصیت کے حامل رہنما تھے، مگر اُن کے دور امارت میں بھی جماعت اسلامی اپنے کارکنوں اور ہمدردوں کے لئے سالانہ اجتماعات کم کم ہی منعقد ہوئے۔ قاضی صاحب کے انتقال کے بعد سید منور حسن جماعت اسلامی کے امیر منتخب ہوئے۔ اُن کے دور امارت میں جماعت اسلامی کا ملک گیر اجتماع منعقد نہ ہو سکا۔ جناب سید منور حسن کے بعد جناب سراج الحق جماعت اسلامی کے نئے امیر منتخب ہوئے۔ انہوں نے اپنی امارت کے پہلے ہی سال میں تین روزہ اجتماع عام ''اسلامی پاکستان، خوشحال پاکستان'' کے سلوگن کے زیر عنوان مینار پاکستان کے وسیع وعریض سبزہ زار پر منعقد کیا۔

راقم الحروف نے جماعت کے اجتماع عام میں جزوی شرکت کی۔ اس جزوی شرکت کے دوران میں نے جو کچھ دیکھا، سنا، جو مشاہدہ کیا، اُسے احاطہ تحریر کیا جا رہا ہے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے آزادی چوک میں نئی سڑک بنا کر اس کا نقشہ ہی بدل دیا ہے، جو ترقی کا ایک اہم قدم ہے۔ مینار پاکستان پر منعقدہ اجتماع گاہ میں داخل ہونے کے لئے آزادی چوک سے لاری اڈہ لاہور تک پیدل سفر کے ذریعے داخلے کا مطلوبہ گیٹ ہاتھ آیا۔ یوں راقم جماعت اسلامی کے جلسہ کا حصہ بن گیا۔ مختلف اضلاع کی رہائش گاہوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے سٹیج کے قریب شرکاء اجتماع کے لئے لگی کرسیوں پر ایک خالی کرسی تلاش کر کے اجتماع کی کارروائی سننے اور لکھنے میں مصروف ہو گیا۔ جماعت کے ایک بزرگ شاعر'' کلام شاعر بزبان شاعر'' اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔

اسلام کے سائے میں کیا بات ہے جینے کی
پیغام محبت ہے تہذیب مدینے کی
ہم سودی معیشت کی توڑیں گے زنجیریں
قرضوں سے چھڑائیں گی اسلام کی تدبیریں

جناب فرید احمد پراچہ جماعت اسلامی کے مرکزی رہنماؤں میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں جماعت کے بانی امیر سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے کردار اور افکار کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اسلامی نہ مسلکی بنیادوں پر قائم ہے اور نہ موروثی قیادت ہی پر استوار ہے۔ انقلابی پاکستان، نئے پاکستان کو انہوں نے ''رنگ برنگے پاکستان'' کا نام دیتے ہوئے

کہا کہ اسلامی اور خوشحال پاکستان ہی عوام کی تمام مشکلات کا حل ہے۔ اجتماع کے اگلے مقرر جناب راشد صاحب تھے۔ انہوں نے فرد، خاندان اور معاشرہ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مغربی تہذیب اسلامی تہذیب پر حملہ آور ہے۔ عالمی سطح پر بظاہر خواتین کی آزادی کی بات ہو رہی ہے مگر حقیقت میں یہ خاندان کی تباہی و بربادی کا ایجنڈا ہے۔ جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ نے اجتماع میں خواتین کی بڑی تعداد میں شرکت کو خوش آئند قرار دیا اور خواتین کو ہدیۂ تبریک پیش کیا۔ جماعت کے ذرائع کے مطابق پچاس ہزار سے زائد تعداد نے اجتماع میں علیحدہ اور باوقار طریقے سے باپردہ چار دیواری میں شرکت کر کے جناب طاہر القادری اور عمران خان کے جلسوں اور دھرنوں میں بے پردہ خواتین کی شرکت کے رجحان کی خاموش زبان میں عملاً مذمت کی۔ وقفے وقفے سے ''سَبِیْلُنَا سَبِیْلُنَا: اَلْجِهَادُ اَلْجِهَادُ'' کا ترانہ بھی شرکائے اجتماع کی سماعتوں سے ٹکراتا۔

سٹیج سے سید منور حسن کے خطاب کی نوید شرکائے اجتماع کو دی گئی۔ سید منور حسن خطاب کے لئے سٹیج پر نمودار ہوئے تو شرکائے اجتماع نے کھڑے ہو کر اُن کا والہانہ پُر جوش اور عقیدت مندانہ استقبال کیا۔ سید منور حسن نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلامی نظام یا حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے کمر بستہ ہونا ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ ختم نبوت سے پہلے دین حق کی گواہی (شہادت علی الناس) رسولوں کا فریضہ تھا، مگر اب خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد اور وصال کے بعد آپؐ کی امت کے ہر فرد کا یہی فرض اور مشن ہے۔ انہوں نے تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع کی غیر معمولی حاضری کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جماعت کے بزرگوں کا یہ کہنا ہے کہ 5 ارب کی تعداد میں غیر مسلم آبادی تک دین یعنی قرآن و سنت کا پیغام پہنچانا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ سید منور حسن نے کہا یہ بات درست ہے کہ دعوت و تبلیغ کا کام نبویؐ کام ہے، تاہم جہاد کے فرض کی ادائی بھی انبیاء و رسل کی مقدس جماعت کے مشن کا ناگزیر حصہ ہے۔ امت مسلمہ نبی رحمت ﷺ کی جانشین ہے۔ لہٰذا اسلام کی فرمان روائی کا قیام امت کا فریضۂ حیات ہے۔ امر بالمعروف کے فریضہ کے ساتھ ساتھ نہی عن المنکر کا کام بھی حد درجہ اہمیت کا حامل ہے۔ منکرات کے خاتمے کے لئے جدوجہد نہ کرنا ہماری دعاؤں کی عدم قبولیت کا باعث ہے۔ انہوں نے تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کے اتحاد کی تجویز دیتے ہوئے کہا کہ دونوں جماعتوں کا یہ مجوزہ اتحاد منکرات اور برائیوں کے خاتمے کے لئے مشترکہ لائحہ عمل بنا کر جدوجہد کرے۔ سید منور حسن نے کہا کہ اتباع سنت اور اتباع رسولؐ کا تقاضا ہے کہ اسلام کے تمام شعبہ جات کے احیاء کے لئے جدوجہد کی جائے۔ دین کو غالب و نافذ کرنے کی جدوجہد کے ذریعے بندوں کو بندوں کی غلامی سے نجات دلائی جاسکتی ہے اور جاگیرداری نظام کے خاتمے کی امید کی جاسکتی ہے۔ آج المیہ یہ ہے جہاد جیسے مقدس فریضہ کو دہشت گردی سے جوڑ دیا گیا ہے۔ ہمیں پھر سے جہاد کو امت میں زندہ کرنا ہوگا۔ محض دعوت و تبلیغ اور جمہوری جدوجہد سے نفاذ اسلام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

جماعت اسلامی کے اجتماع عام میں سید منور حسن نے اپنے خیالات کا خلاصہ پیش کیا، مگر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر اُن کے خطاب کو شرانگیزی قرار دے کر انہیں گرفتار کرنے، اُن کی رکنیت معطل کرنے اور اُن کا احتساب کرنے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ڈاکٹر حسین پراچہ صاحب منور حسن کے خطاب پر برہم ہو کر اپنے کالم میں اس حد تک لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ منور حسن کا یہ بیان جماعت اسلامی کی فکر، اُس کے دستور، جماعت کے تنظیمی نظام سے شدید قسم کا انحراف ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے امیر اور شوریٰ کی طے شدہ پالیسی کی مخالفت پر جماعت اسلامی اپنے سابق امیر کا کیسے احتساب کرتی ہے۔ خورشید ندیم نے ''تکبیر مسلسل'' میں لکھا کہ سید منور کے ارشادات میرے لئے حسرت سے زیادہ صدمے کا باعث ہیں۔ علامہ ابتسام الٰہی نے اپنے کالم ''دین سے دنیا تک'' میں جہاد اور سیاست میں لکھا سید منور حسن کے موقف کے بارے میں یہ موقف ہے کہ سید صاحب کا بیان 67 سال گزر جانے کے باوجود قیام پاکستان کے مقاصد پورے نہ ہونے پر انتہائی ردعمل ہے۔ قرارداد مقاصد اور آئین پاکستان ملک میں کتاب و سنت کی بالادستی کی ضمانت دیتے ہیں، تاہم اسے اسلامی ریاست کا درجہ حاصل نہیں ہے۔ بہرحال تدبر اور حقیقت پسندی کا تقاضا یہی ہے کہ اسلامی ریاست کے قیام کے لئے پُر امن سیاسی اور دعوتی جدوجہد کی جائے۔ قارئین کے لئے بطور نمونہ چند لوگوں کے خیالات و افکار تحریر کئے گئے۔ سید منور حسن کا ''جرم'' صرف یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کے اہم ترین رکن اور فرض جہاد اور قتال کی بات کی جو ''یار لوگوں'' کو بہت ناگوار گزری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک مسلمان کو جہاد تو تمام زندگی کرنا ہوگا، البتہ قتال صرف کفار کے خلاف ہوگا اور ریاست اُس کا اعلان کرے گی۔ بہرحال لفظ جہاد سے جن لوگوں کو چڑ ہے ایسے تمام اصحاب علم و سیاست کی خدمت میں اقبال کی نظم ''جہاد'' کے دو اشعار پیش خدمت ہے۔

تعلیم اُس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونی سے ہو خطر
تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر

☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی شمالی وسطی کے رفیق مدثر علی پاشا کے چھوٹے بھائی روڈ ایکسیڈنٹ کے بعد شدید علیل ہیں اور اسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ رفقاء و احباب سے بھی درخواست ہے کہ ان کی جلد صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی شمالی گلستان جوہر 1 کے رفیق حافظ محمد عبداللہ کے والد محترم رحلت فرما گئے

☆ امیر تنظیم اسلامی نیو ملتان محمد عطاء اللہ خان کے بڑے بھائی بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)

قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ضرورت معاون

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد کراچی کو ایسے مستعد ساتھی کی ضرورت ہے جو اراکین انجمن سے رابطوں اور مالیاتی امور میں معاونت کر سکیں۔ خواہش مند حضرات اپنے کوائف جناب حارث احمد کو haris@quranacademy.com پر ای میل کریں یا علاوہ اتوار و عام تعطیل صبح 9 تا شام 5 بجے 021-36806561 نمبر پر رابطہ کریں۔ بیرون کراچی سے منتخب معاون کو اکیڈمی میں قیام و طعام کی سہولت دی جائے گی۔

سانحۂ فیصل آباد کے اثرات

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: سلمان غنی (ایگزیکٹو ایڈیٹر روزنامہ دنیا)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد
مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان

سوال : عمران خان کا پُر امن احتجاج خونی تصادم میں بدل رہا ہے۔ آپ کے خیال میں پاکستان کا سیاسی منظرنامہ 1977ء جیسے حالات کی طرف نہیں بڑھ رہا؟

سلمان غنی : اگر آپ کا اشارہ فیصل آباد کے واقعے کی طرف ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ واقعہ دونوں طرف سے منصوبہ بند تھا۔ پی ٹی آئی والے کہہ رہے تھے کہ ہم شاہراہیں بند کریں گے۔ کیا شاہراہیں بند کرنا پُر امن احتجاج کے زمرے میں آتا ہے؟ بلکہ یہ ایک غیر قانونی فعل ہے۔ آپ نے 1977ء کا ذکر بالکل درست کیا ہے۔ 1977ء میں ضیاء الحق کا مارشل لاء اس وقت لگا تھا جب غلام مصطفیٰ کھر (سابق گورنر پنجاب) نے پیپلز پارٹی کے ورکروں کو سڑکوں پر آنے کی ہدایت کر دی تھی۔ اس طرح کی صورتحال میں حکمران پارٹی کبھی سڑکوں پر نہیں آتی۔ لیکن فیصل آباد میں حکومتی ذمہ داران نے بھی اپنے ورکروں کو گھروں سے نکالا۔ تو اس لحاظ سے حکومت کا بھی پلان تھا۔ جب بھی سیاست میں تشدد آتا ہے تو یہ رجحان جمہوریت کے لیے خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی فوجی قیادت نے تاریخ سے سبق حاصل کیا ہے اور وہ اداروں کی مضبوطی کی بات کر رہی ہے۔ ملٹری اکیڈمی میں جنرل راحیل شریف نے کہا تھا کہ پاکستان میں جمہوری عمل جاری رہنا چاہیے اور ادارے مضبوط ہونے چاہئیں۔ لیکن پاکستان کی سیاسی قیادت نے تاریخ سے سبق حاصل نہیں کیا۔ انہیں چاہیے تھا کہ تحریک انصاف کے ساتھ کچھ نکات پر مفاہمت کر لیتی۔ اگر تحریک انصاف نے چار حلقے کھلوانے کا مطالبہ کیا تھا تو ان کے کھلوانے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ کیونکہ اس کے لیے ایک سسٹم موجود ہے۔ پاکستان کی عدالتیں بڑی حد تک آزاد ہیں۔ عمران خان نے پہلے عدالت عظمیٰ سے رجوع کیا، پھر ہائی کورٹ سے کیا، پھر وہ سڑکوں پر آ گئے لیکن بالآخر وہ ٹریبونل میں آ گئے ہیں۔ تو اس وقت کی صورتحال تمام سیاسی پارٹیوں کے لیے لمحۂ فکریہ اور حکومت کے لیے چیلنج ہے۔ حکومتیں بحران طاری نہیں کرتیں بلکہ بحران کو ختم کرتی ہیں۔ لیکن اس وقت جو کام حکومت کو کرنا چاہیے تھا وہ اپوزیشن کر رہی ہے اور جو اپوزیشن کو کرنا چاہیے تھا وہ حکومت کر رہی ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں فیصل آباد میں تحریک انصاف کے احتجاج کے دوران تصادم کا اصل ذمہ دار کون ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بات بالکل درست ہے کہ یہ دونوں طرف سے معاملہ ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اب تک تحریک انصاف والوں کا احتجاج پُر امن تھا۔ لیکن سڑکوں کو بند کرنا پُر امن احتجاج کے زمرے میں نہیں آتا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب اس نے اعلان کیا تھا کہ ہم فلاں شہر کو بند کر دیں گے تو اس کو روکنے کا بہترین طریقہ یہ تھا کہ جن شہروں کو اس نے بند کرنے کا اعلان کیا تھا ان میں پولیس بھیج دی جاتی اور اگر زیادہ خطرہ تھا تو رینجرز کو بھی بھیج دیا جاتا۔ کیونکہ یہ دونوں قانونی ادارے ہیں۔ اگر وہ راستے بند کرتے اور ان پر لاٹھی چارج ہوتا تو حکومت کے پاس باقاعدہ اِس کے لیے جواز تھا کہ وہ قانون توڑ رہے تھے جس کی وجہ سے لاٹھی چارج یا شیلنگ کی گئی۔ لیکن حکومت نے یہ کیا کہ پولیس کو ایک طرف کر دیا اور اپنے کارکنوں کو میدان میں چھوڑ دیا۔ سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے کارکن کیوں بلائے؟ میں کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے کارکن مار کھانے والے کارکن ہیں، پی ٹی آئی کے کارکن بھی یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وہ مار کھا سکتے ہیں، لیکن (ن) لیگ کے کارکن احتجاجی تحریک کے حوالے سے دودھ پینے والے مجنوں ثابت ہوئے ہیں۔

سوال : اگر پی ٹی آئی کے کارکنوں کو جمہوری نظام میں احتجاج کا حق ہے تو مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں کو اپنے لیڈر کے دفاع میں احتجاج کرنے کا حق کیوں نہیں ہے؟

سلمان غنی : حکمران پارٹی کبھی احتجاج نہیں کرتی، کیونکہ اس کے کارکن اگر سڑکوں پر آئیں گے تو کس کے سامنے احتجاج کریں گے۔ عمران خان کے الیکشن کے حوالے سے تحفظات تھے۔ جب وہ قومی اسمبلی میں آئے تھے، تب انہوں نے اگرچہ انتخابی نتائج تسلیم کیے تھے، بلکہ باقاعدہ مبارک باد دی تھی، لیکن ساتھ انہوں نے حلقوں کی بات بھی کی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومتیں اپنا اثر و رسوخ بروئے کار لاتی ہیں۔ یہ عدالتوں کا کام تھا۔ پاکستان کے انتخابات میں عدلیہ کا کردار ایک مکتوب کی بنیاد پر تھا جو عمران خان نے لکھا تھا۔ ابھی آپ اداروں کی مضبوطی کی بات کر رہے ہیں۔ عمران خان پاکستان کی تیسری بڑی سیاسی قوت ہیں۔ ان سے لوگوں کو بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ لیکن اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ ایک آدمی جمہوریت کو مضبوط بنانے کا بھی دعویٰ کرتا ہے، لیکن ساتھ ہی وہ ریاست کے چاروں اداروں (عدلیہ، مقننہ، پارلیمنٹ اور میڈیا) کو ٹارگٹ کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ ادارے ریاست کے ستون ہیں۔ پچھلا دور پیپلز پارٹی کا تھا۔ اس دور میں انتہائی پریشر خود نواز شریف پر تھا۔ انھیں بھی کہا گیا تھا کہ باہر نکلیں اور زرداری کی حکومت ختم کریں۔ لیکن انھوں نے کہا تھا کہ میں نے سسٹم کو غیر مستحکم نہیں ہونے دینا۔ انھوں نے پریشر برداشت کیا تھا۔ لیڈر شپ صبر اور حوصلے سے کام لیتی ہے۔ عمران خان نے ایک اور بات بڑی خطرناک کہی ہے کہ اگر جوڈیشل کمیشن بھی یہ کہہ دے کہ دھاندلی نہیں ہوئی تو ہم پھر بھی اسمبلیوں میں نہیں جائیں گے۔ حالانکہ انھوں نے اسی سسٹم کے تحت الیکشن میں حصہ لیا تھا۔ اس سسٹم کو تسلیم کیا اور اسی سسٹم کے تحت ایک صوبے میں ان کی حکومت ہے۔ اگر وہ ہر بات کے جواب میں کہیں کہ میں نہ مانوں تو اس طرح اقتدار نہیں ملا کرتا۔ اگر وہ سسٹم کا حصہ ہیں تو یہ سسٹم چلے گا، تب ان کی باری

آئے گی۔ اگر وہ اس سسٹم کو گرانا چاہتے ہیں تو پھر وہ تاریخ میں اپنے کردار کا ابھی سے تعین کر لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے سیاست دان نوشتۂ دیوار پڑھ لیں، کیونکہ ان کے پاس غلطی کی گنجائش نہیں اور وقت بہت کم ہے۔

ایوب بیگ مرزا : اداروں کو مستحکم کرنے کی بات اپنی جگہ ٹھیک ہے، لیکن بذات خود اداروں کی پرفارمنس اپنی جگہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ یعنی اداروں کو مستحکم کرنے کا معاملہ کوئی نظر ہی نہیں آرہا کہ یہ کیسے مستحکم ہوں گے۔ ہمارے ہاں تو عوامی پریشر سے عدلیہ میں بھی فیصلے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ جہاں تک عمران خان کی اسمبلیوں میں نہ جانے کی بات کا تعلق ہے تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ اگر جوڈیشل کمیشن نے ہمارے خلاف فیصلہ دے دیا تو ہم اسمبلیوں میں نہیں جائیں گے، کیونکہ ہم استعفادے چکے ہیں۔ اس کے بعد ہمارا اسمبلی میں جانا غیر قانونی ہے۔ یہ تو حکومت کا معاملہ ہے۔ حکومت ہمارے استعفا کیوں منظور نہیں کر رہی۔

سلمان غنی : اسمبلی کے کچھ قواعد وضوابط ہوتے ہیں۔ سپیکر کا اطمینان ہونا ضروری ہے۔ وہ جاوید ہاشمی کی طرح اسمبلی میں جائیں اور استعفا دیں۔ کیا یہ جمہوریت کی نفی نہیں کہ ایک ہی حلقے سے آپ ایم این اے سے استعفا دلوا رہے ہیں، لیکن اسی حلقے کے ایم پی اے خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ میں ہیں۔ اگر آپ اس سسٹم کو غلط سمجھ رہے ہیں تو آپ خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ چھوڑ دیں۔ وہ صوبے کی گورنمنٹ کیوں نہیں چھوڑ رہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس مہم کے پیچھے کچھ اور عوامل ہیں جس کی وجہ سے پاکستان میں ایک نئی صورت حال پیش آرہی ہے۔ جب سے پاکستان نیوکلیئر پاور بنا ہے اس وقت سے یہ ملک دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹک رہا ہے۔ اس دن سے بیرونی اور کچھ اندرونی قوتیں پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنا چاہتی ہیں۔ دشمن جانتا ہے کہ یہ ملک دفاعی لحاظ سے خود انحصاری کی منزل تک پہنچ چکا ہے۔ اگر یہ اقتصادی طور پر بھی مضبوط ہو گیا تو یہ دنیا پر راج کرے گا۔ عمران خان کو چاہیے کہ وہ جمہوریت کو نقصان نہ پہنچائیں۔ انھیں عوام کے احساسات اور جذبات کی ترجمانی کرنی چاہیے۔ تاہم یہ بات تسلیم کی جانی چاہیے کہ انہوں نے پاکستان میں حقیقی اپوزیشن کا کردار ادا کیا ہے، کیونکہ ان کے پریشر کی وجہ سے بہت سارے ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔ اگر پاکستان کے اندر حقیقی اپوزیشن کا کردار موجود ہو تو یقیناً حکومت بھی سیدھی رہے گی اور جمہوریت بھی مضبوط ہوگی۔

سوال : حکومت تحریک انصاف کے ساتھ مذاکرات کا کھیل تو کھیلنا چاہتی ہے، لیکن انتخابی دھاندلی کی تحقیقات کے لیے کمیشن تشکیل دینے سے گریزاں ہے۔ آخر کیوں؟

ایوب بیگ مرزا : اس معاملے میں حکومت کا رویہ بچکانہ ہے۔ حکومت ایک قسم کی سرپرست ہوتی ہے۔ اس کا رویہ مشفقانہ اور سلجھاؤ والا ہونا چاہیے۔ اس کو اپنی قوت برداشت کو تھوڑا سا بڑھانا چاہیے۔ موجودہ صورت حال میں حکومت پر جب پریشر ہوتا ہے تو وہ سب کچھ قبول کر رہی ہوتی ہے اور جونہی پریشر کم ہوتا ہے تو اس کا رویہ بالکل بدل جاتا ہے۔ سیاست کا ایک اُصول ہے کہ اگر آپ اپنے دشمن سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں تو جب وہ کمزور ہو تو اس کو کچھ ریلیف دیں۔ لیکن ہم یہ کرتے ہیں کہ جب وہ کمزور ہوتا ہے تو ہم اس پر چڑھائی کر دیتے ہیں۔ جب آپ اپنی حریف جماعت کو ریلیف دیں گے تو اس جماعت میں اختلاف پیدا ہوگا کیونکہ ہر جماعت میں Hawks اور Doves دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اگر حکومت ان کو ریلیف دے گی تو حکومت کی اخلاقی پوزیشن بھی بہتر ہوگی۔ جب طاہر القادری صاحب نے بوریا بستر لپیٹا تھا تو اس وقت حکومت اگر تحریک انصاف کو ریلیف دے دیتی تو حکومت اپنا اخلاقی جواز برقرار رکھ سکتی تھی۔ کیونکہ اخلاقی قوت بڑی قوت ہوتی ہے۔ اسحاق ڈار نے کہا کہ ہم فیصل آباد کے شو کے بعد مذاکرات کریں گے۔ یہ بالکل بچکانہ بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت فیصل آباد کے واقعہ سے پہلے مذاکرات کرتی تو اس کے لیے زیادہ فائدہ مند ہوتا۔ اس معاملے میں اگر حکومت ان کو ریلیف دیتی تو تمام مقتدر حلقے بھی تقسیم ہو جاتے اور حکومت اپنی اخلاقی پوزیشن بہت بہتر بنا سکتی تھی۔ لیکن حکومت نے اس معاملے میں غلطی کی ہے اور اس غلطی کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے گا۔

سلمان غنی : بیگ صاحب نے کہا کہ ان کا احتجاج پُرامن تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ احتجاج پُرامن نہیں تھا، کیونکہ انھوں نے سڑکیں بند کی تھیں۔ جوڈیشل کمیشن کے لیے وزیراعظم کورٹ کو خط لکھ چکے ہیں۔ اب اس پراسس کو کورٹ نے آگے بڑھانا تھا۔ ابھی نواز شریف اتنے غیر مقبول نہیں ہوئے کہ ان کی یہ کیفیت ہے۔ لیکن تحریک کے لئے وقت وہ چنا گیا تھا کہ لوگوں کو ریلیف نہیں ملا تھا۔ یعنی حکومت کو ڈیڑھ سال ہو چکا تھا۔ فوجی ڈکٹیٹر کہاں سے پاور لیتا ہے؟ اس کے پیچھے فوج کھڑی ہوتی ہے۔ جمہوری لیڈرشپ عوام سے طاقت لیتی ہے۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ یہ طاقت تو عوام سے حاصل کرتے ہیں، لیکن اسلام آباد جا کر ان کا رُخ بدل جاتا ہے اور یہ باہر کی طرف دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو سب سے پہلے ہمیں بیرونی ایجنڈے سے محتاط رہنا ہوگا، خاص طور پر امریکہ سے۔ سابق امریکی صدر بش کہا کرتے تھے کہ ہم پاکستان کو جنرل پرویز مشرف کے اندر سے دیکھتے ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک پرویز مشرف پاکستان سے زیادہ اہم تھا۔ آج پرویز کا انجام سب کے سامنے ہے کہ وہ در بدر پھر رہے ہیں۔ پاکستان کے حکمرانوں کو نوشتۂ دیوار پڑھ لینا چاہیے۔ نواز شریف نے ایک دفعہ کہا تھا کہ حکومتیں ہمیشہ دینے کے لیے ہوتی ہیں، لینے کے لیے نہیں ہوتیں۔ حکومت کا کردار ماں کا ہوتا ہے، اس کو پیار کرنا ہوتا ہے۔ اگر عمران خان کے تحفظات ہیں تو وہ دور کیے جانے چاہئیں۔ حکومت کے لیے بحرانی کیفیت اچھی نہیں ہوتی۔ یہ صرف اپوزیشن کے لیے اچھی ہوتی ہے۔ اپوزیشن ہمیشہ بحران طاری کرتی ہے اور بحران کا خاتمہ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ نواز شریف پاکستانی عوام کی آخری اُمید ہیں۔ انھوں نے انتخابی مہم میں اپیلیں کیں کہ مجھے سادہ اکثریت دیں۔ پاکستان کے عوام نے انھیں واضح اکثریت دی۔ اب کارکردگی دکھانا ان کی ذمہ داری ہے۔ اگر غریب کا چولہا بجھے گا تو اس کا دل جلے گا اور جب اس کا دل جلے گا تو پھر پاکستان عدم استحکام سے دوچار ہوگا اور عدم استحکام اور انتشار پاکستان کے دشمن کا ایجنڈا ہے۔ لہٰذا ہمیں ایسی سیاسی کوشش کرنی چاہیے جس سے پاکستان کی ساکھ متاثر نہ ہو اور ملک کو کوئی نقصان نہ ہو۔ اپوزیشن کو سسٹم مضبوط کرنا ہوتا ہے، کمزور کرنا نہیں ہوتا۔

ایوب بیگ مرزا : سلمان غنی صاحب نے کہا کہ ابھی نواز شریف اتنے غیر مقبول نہیں ہوئے۔ اس حوالے سے ہماری سیاسی تاریخ کی ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ جب بھٹو کے خلاف تحریک چلی تو وہ بھی اتنا غیر مقبول نہیں تھا۔ اسی وجہ سے تو ضیاء الحق کو الیکشن ملتوی کرنے پڑے تھے۔ تحریک کے لیے ووٹوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے جوش وخروش کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو جس طرح

بھٹو کا معاملہ تھا اسی طرح کا معاملہ اس وقت نواز شریف کا ہے۔ بجلی کے بلوں کی وجہ سے نواز شریف کی مقبولیت کسی قدر کم ضرور ہوئی، لیکن وہ بالکل ختم نہیں ہوئی ہے۔ حکومت کا کام بحران ختم کرنا ہوتا ہے۔ اس معاملے میں، میں نواز شریف کو کریڈٹ دوں گا کہ وہ بحران پیدا کرنے میں بڑے ماہر ہیں۔ انہوں نے اپنے تینوں ادوار میں بحران پیدا کیے ہیں۔

سلمان غنی : اس وقت عالم اسلام میں اکثر ممالک میں فوجی آمریت قائم ہے۔ صرف پاکستان میں جمہوریت قائم ہے اور اس کی مضبوطی کا عمل جاری ہے۔ آصف علی زرداری نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ ہم نواز شریف کی حمایت اس لیے کر رہے ہیں، کیونکہ ہم پاکستان میں شام اور مصر والی صورت حال نہیں پیدا کرنا چاہتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بیرونی سازش ہے۔ فوجی آمریت اسی سازش کے نتیجے میں آتی ہے، جس طرح جنرل پرویز آئے تھے۔ حال ہی میں ہمارے آرمی چیف امریکہ کے دورے پر گئے تھے، اور انہیں وہاں بڑا پروٹوکول دیا گیا۔ امریکہ کو افغانستان میں شکست ہوئی ہے۔ اور اُس نے اپنی شکست کا سارا ملبہ ہم پر ڈال دیا ہے۔ ہم اپنی سیاسی قیادت پر تنقید کرتے ہیں، لیکن عسکری قیادت پر اس طرح تنقید نہیں کرتے۔ لیکن ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ ہماری سیاسی قیادت قوم کا پریشر لیتی ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کو سزا نیوکلیئر پروگرام بنانے کی وجہ سے ملی تھی۔ اسی طرح نواز شریف کی حکومت ایٹمی دھماکے کرنے کی وجہ سے ختم ہوئی تھی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے مستقبل کا انحصار جمہوریت پر ہے۔ لہٰذا جمہوریت قائم رہنی چاہیے۔

ایوب بیگ مرزا: میں سلمان غنی صاحب کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ یہ بات حکومت کو کیوں سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ بیرونی سازش ہے۔ حکومت کو اس صورت حال میں اپوزیشن کو گلے لگانا چاہیے تاکہ اس بڑی سازش کو ناکام بنایا جائے۔

سوال: لاہور ہائی کورٹ کے ججز کے ریمارکس ہیں کہ حکومت اگر نہیں چل رہی تو چلی جائے اور کسی اور کو آنے دے، لیکن سپریم کورٹ کے ججز نے وزیر اعظم کی نااہلی کی درخواست خارج کر دی ہے۔ کیا ہماری عدلیہ Same Page پر نظر آ رہی ہے؟

سلمان غنی: اصل میں مختلف قسم کی رٹس پر انہوں نے فیصلے دیئے ہیں۔ سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا ہے اس میں چودھری شجاعت بھی ہیں، اُن کے علاوہ اور بھی کئی لوگ ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی اُٹھے اور وہ وزیر اعظم کے خلاف درخواست دے اور اس کو پذیرائی ملے۔ سپریم کورٹ نے اس فیصلے کے ذریعے ایک پیغام حکومت کو، ایک سیاسی پارٹیوں کو اور ایک پاکستان کے عوام کو دیا ہے۔ عدلیہ کی بحالی کے لیے پاکستانی عوام نے بہت تگ و دو کی ہے اور اس سے بہت توقعات وابستہ کی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عدلیہ بھی کوئی خاص کارکردگی نہیں دکھا رہی۔ اداروں کو بھی اپنی کارکردگی بہتر بنانی چاہیے۔ عوام حکومتوں سے بہت زیادہ توقعات وابستہ کیے ہوتے ہیں، لیکن جب حکومتیں عوام کے اعتماد پر پورا نہیں اُترتیں تو پھر وہ عدالت سے رجوع کرتے ہیں۔ عوام کے اندر اُمید اور آس باقی رہنی چاہیے، کیونکہ جب اُمید اور آس ختم ہوتی ہے تو پھر لوگ ہاتھوں میں ہتھیار اُٹھا لیتے ہیں۔ پاکستانی عوام مسائل کی آگ میں جل رہے ہیں۔ کوئی ان کے زخموں پر مرہم رکھنے والا نہیں ہے۔ پاکستان کی سیاسی پارٹیوں کو چاہیے کہ عوام نے جو مینڈیٹ انھیں دیا ہے اس کے مطابق کارکردگی دکھائیں، نہ کہ ایک دوسرے کے گریبان پھاڑیں۔

ایوب بیگ مرزا : ملک میں آگ لگی ہوئی ہے جس سے ایک مزدور آدمی سے لے کر بڑے سے بڑا کاروباری آدمی متاثر ہو رہا ہے، لیکن ہماری عدلیہ اس حوالے سے کوئی نوٹس نہیں لے رہی حالانکہ ماضی میں ہماری عدلیہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر نوٹس لیتی رہی ہے۔ اس وقت ہر شے کو ایک طرف رکھ کر عدلیہ کو اس بات پر نوٹس لینا چاہیے۔

سوال: آپ کے خیال میں پاکستان میں جاری سیاسی محاذ آرائی کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

ایوب بیگ مرزا :ہماری نگاہ میں اس کا ایک ہی حل ہے کہ ریاست کلمہ پڑھ لے۔ جب تک ریاست کلمہ نہیں پڑھے گی تب تک تو اس محاذ آرائی کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ ہم نے اس بنیاد پر یہ خطہ حاصل کیا تھا کہ ہم اسے اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے، لیکن ہم نے اس بنیاد کو ایک طرف رکھ دیا اور دوسری بنیادوں پر اس ملک کی تعمیر شروع کر دی۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ ہمارے سیاسی عدم استحکام کی بنیادی وجہ یہی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں۔ 1949ء میں ہم نے قرار داد مقاصد منظور کر لی، لیکن اپنی ٹرین کا رخ مخالف سمت میں کر لیا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اندرونی طور پر ہم انتشار کا شکار ہیں اور بیرونی طور پر ذلیل و رسوا ہیں۔ بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ پاکستان جیسا ملک اپنے وسائل اور جغرافیائی حالات کے حوالے سے ایک سپر پاور بن سکتا تھا، بشرطیکہ ہم اسلامی نظریہ پر عمل پیرا ہوتے۔ ہم نے یہ ملک جس مقصد کے لیے حاصل کیا تھا اگر وہ مقصد پورا کرتے تو اللہ بھی ہمارا ساتھ دیتا۔ آج ہم دشمن کی سازشوں کے نرغے میں ہیں۔ اِس لئے کہ اللہ کی رحمت ہم سے روٹھ گئی ہے۔

سلمان غنی: ریاست نے کلمہ پڑھا ہے یا نہیں پڑھا لیکن دشمن یہی سمجھتا ہے کہ ریاست نے کلمہ پڑھا ہوا ہے۔ لہٰذا جب تک اس ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، دشمن اس کے پیچھے پڑا رہے گا۔ اُس کے عزائم ڈھکے چھپے نہیں۔ پاکستان کو پاکستان بنانا چاہیے اور حکومتوں کو اپنے مینڈیٹ کے مطابق کارکردگی دکھانی چاہیے۔ ورنہ پاکستان کے مستقبل کے آگے ایک سوالیہ نشان کھڑا رہے گا۔

(قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جاسکتی ہے۔)

☆☆☆

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

ہمارے پھوپھا اللہ بخش سیال

شہر میں اک چراغ تھا، نہ رہا!

حافظ عاطف وحید

2 نومبر 2014ء کی شام بعد نماز عصر ہمارے پھوپھا اللہ بخش سیال صاحب طویل علالت کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے' اناللہ وانا الیہ راجعون۔ انہوں نے 88 برس کی عمر پائی اور ہر اعتبار سے بھرپور زندگی گزاری۔ وہ معاشی، سماجی اور دینی حیثیتوں سے اپنے خاندان کے اندر اور باہر حلقۂ اثر میں یکساں طور پر ایک مشعلِ راہ کے طور پر یاد کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین!

مولانا حالی نے مرزا غالب کی وفات پر ایک طویل مرثیہ کہا تھا جو ان کی شاعری کا شاہکار تھا۔ اس مرثیہ سے چند مستعار اشعار اللہ بخش سیال صاحب کی شخصیت اور خدمات کی نذر ہیں۔

کیا کہوں حالِ دردِ پنہائی
وقت کوتاہ و قصہ طولانی
عیشِ دنیا سے ہوگیا دل سرد
دیکھ کر رنگِ عالمِ فانی

اور

جنسِ کاسد سے ناروا تر ہے
خوبیاں جس میں ہوں خدائی کی
ہے یہاں حفظِ وضع سے مایوس
جس کو عادت نہ ہو گدائی کی

اور

بلبلِ ہند مر گیا ہیہات
جس کی تھی بات بات میں اک بات
نکتہ داں، نکتہ سنج، نکتہ شناس
پاک دل، پاک ذات، پاک صفات
دل میں چبھتا تھا وہ اگر بالفرض
دن کو کہتا تھا دن، رات کو رات

اور

قال اس کا وہ آئینہ جس میں
نظر آتی تھی حال کی صورت
چشمِ دوراں سے آج چھپتی ہے
انوری و کمال کی صورت
دیکھ لو آج پھر نہ دیکھو گے
غالبِ بے مثال کی صورت

اور

ایک روشن دماغ تھا، نہ رہا
شہر میں اک چراغ تھا نہ رہا

بچپن ہی سے ذہانت اور دینداری کے اعتبار سے دوسروں سے ممیز تھے۔ کامرس میں گریجویشن کے بعد ایک انگریز کمپنی میں منیجر اکاؤنٹس تعینات ہوگئے۔ لیکن تحریکی مقاصد نے پروفیشن کی چاہت کو ہمیشہ مات دیئے رکھی۔ عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تحریروں سے متاثر ہوگئے اور پھر ایسا سبق پڑھا کہ ساری زندگی مولانا کی شخصیت اور تعلیمات کے سحر میں گرفتار رہے۔ تحریک اسلامی کو شاید پھر ایسا مخلص کارکن نہ ملے۔ کچھ عرصہ پہلے جب میں اُن سے ملا تو میں نے انہیں تفہیم القرآن کے مطالعے میں مشغول پایا، جسے شاید وہ درجنوں بار پڑھ کر ازبر کر چکے تھے۔ طویل عرصہ جماعتِ اسلامی کی شوریٰ کے رُکن رہے۔ وہ اول و آخر جماعت کی ''product'' تھے۔ مولانا مودودیؒ کا ایسا عاشق کبھی نہیں دیکھا۔ درویشی اور للّٰہیت میں بھی ویسا ہی یکتا جیسا کہ فعالیت اور تحریکیت میں۔ انتہائی ضعف اور بیماری میں بھی باجماعت نماز کا اہتمام۔ کئی دفعہ مشاہدہ کیا کہ سجدے سے کھڑے ہونے میں شدید مشکل درپیش ہے لیکن فرض نماز کو بیٹھ کر ادا کرنے کے بجائے کھڑے ہو کر ہی پڑھنے کو ترجیح دیتے تھے۔ الغرض اتباعِ سنت اور للّٰہیت میں ہم انہیں سلف صالحین کے اعلیٰ معیارات کے قریب تر پاتے ہیں!

ہمارے والد گرامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی گواہی ہے کہ اگر کسی نے ایک آئیڈیل داعی اور تحریکی کارکن کی تصویر دیکھنی ہے تو وہ بھائی سیال کو دیکھ لے۔ جہاں ہیں' جس حال میں ہیں، ایک تھیلا ساتھ ہے جس میں تحریکی لٹریچر بھرا ہے۔ کوئی موقع اور لمحہ ضائع نہیں کرتے تھے کہ دعوت کا کام نہ کرتے ہوں۔

کثیر العیال تھے۔ دو شادیاں کیں۔ ہماری پھوپھی صاحبہ سے 1953ء میں شادی ہوئی۔ تمام بچے ماشاء اللہ ذہین و فطین اور باعمل مسلمان ہیں اور تحریکی مزاج رکھتے ہیں۔

سب سے بڑے بیٹے عبداللہ طاہر کی جواں سال موت کا صدمہ کامل صبر و استقلال کے ساتھ جھیلا۔ ہمارے پھوپھی زاد عبداللہ طاہر مرحوم اور چچا زاد حمید احمد مرحوم کی حادثاتی موت ایک ایسا صدمہ تھا جو بوڑھے والدین کی کمر توڑ دینے کے لیے کافی تھا۔ دونوں نوجوان تھے اور پسماندگان میں جوان بیوائیں اور چھوٹے چھوٹے یتیم بچے۔ یہ حادثہ اللہ تعالیٰ کی مشیتِ مطلقہ' قدرتِ کاملہ اور ربوبیتِ عامہ کا خصوصی اظہار تھا۔ آج جب پیچھے مُڑ کر دیکھتے ہیں تو ہمیں سوائے مسبب الاسباب کے' کسی کی بڑائی نظر نہیں آتی!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے اس مخلص بندے کو اعلیٰ علیین میں شامل فرمائے... ان کی لغزشوں کو حسنات سے بدل دے...... اور ہمیں بھی اُن جیسا اخلاص اور جذبۂ عمل عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

میثاق، حکمت قرآن اور
ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن
تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ
www.tanzeem.org
پر ملاحظہ کیجئے

حلقہ لاہور شرقی: دعوتی پروگرام کا انعقاد

30 نومبر 2014ء بروز اتوار النور شادی ہال پیکو روڈ لاہور میں ایک دعوتی پروگرام ہوا۔ پروگرام کا اہتمام حلقہ لاہور شرقی کے نائب ناظم دعوت محمد عظیم نے کیا تھا۔ انہوں نے اپنے احباب بالخصوص اپنے ادارے کی انتظامیہ کے افراد کو مدعو کیا اور ان کے سامنے سورۃ العصر کی روشنی میں نجات کی شرائط ملٹی میڈیا کی مدد سے بہت احسن انداز میں پیش کیں۔ خواتین کے لئے علیحدہ بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ پروگرام کے اختتام پر سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔ یہ پروگرام ظہر کے بعد شروع ہوا تھا اور نماز عصر سے قبل اختتام پذیر ہوا۔ شرکاء نے نماز عصر ہال ہی میں باجماعت ادا کی۔ بعد ازاں میزبان کی طرف سے شرکاء کو قرآن مجید کے نسخے، قرآن کی دعوت پر مشتمل بانیٔ تنظیم اسلامی مرحوم ڈاکٹر اسرار احمد کی کتابیں اور لیکچرز پر مشتمل میموری کارڈز، اور تنظیم اسلامی کے کیلنڈرز تحفۃً دیئے گئے۔ دعوت طعام پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ جناب محمد عظیم نے قبل ازیں ایک پروگرام میں اپنے اعزہ واقارب کے سامنے دینی ذمہ داریوں کو بیان کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ دعوت دین کے حوالے سے اُن کی اس کاوش کو قبول فرمائے، اور ہمیں اپنے کام میں اخلاص کی دولت سے نوازے۔ (رپورٹ: محمد رفیق چودھری)

امیر حلقہ جنوبی پنجاب کا دورہ لیہ وتونسہ شریف

امیر حلقہ جنوبی پنجاب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی ہر تین ماہ بعد لیہ اور تونسہ شریف کا تنظیمی دورہ کرتے ہیں۔ اِسی سلسہ میں وہ 6 دسمبر 2014ء دن بارہ بجے راقم کو ہمراہ لے کر ملتان سے لیہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں نماز ظہر ادا کی اور 4 بجے لیہ پہنچے، جہاں نقیب اسرہ لیہ صادق علی چودھری ہمارے میزبان تھے۔ بعد نماز مغرب امیر حلقہ نے الرحمٰن پبلک سکول میں ''قرآن اور سیرت النبی ﷺ'' کے موضوع پر سیر حاصل خطاب کیا۔ اپنے خطاب کے نصف اول میں انہوں نے عظمت قرآن مجید پر گفتگو کی اور خطاب کے نصف آخر میں سیرت النبیؐ کے مختلف گوشوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

رات کا قیام جناب صادق علی کے گھر پر ہوا۔ اگلی صبح نماز فجر کے بعد امیر حلقہ نے سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع کا مختصر درس دیا۔ 7 بجے لیہ سے فارغ ہو کر کوٹ ادو روانہ ہوئے، جہاں جام عابد حسین ہمارے میزبان تھے۔ اُن کے گھر ناشتہ کے بعد امیر حلقہ نے قرآن اکیڈمی کوٹ ادو کا دورہ کیا اور اس کے تعمیراتی کام کا جائزہ لیا۔ 9 بجے تونسہ شریف روانگی ہوئی۔ جہاں ساڑھے دس بجے ابوالقاسم کامرس کالج میں متذکرہ موضوع پر مفصل خطاب ہوا۔

دونوں جگہ خطبات میں شرکاء کی حاضری بھرپور رہی۔ تونسہ میں خطاب کے بعد امیر حلقہ نے ایک رفیق تنظیم کے گھر نکاح بھی پڑھایا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد ملتان روانگی ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد ملتان پہنچے۔ اللہ تعالیٰ اِن کاوشوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

(مرتب: شوکت حسین انصاری)

حلقہ ملاکنڈ کا سہ ماہی دعوتی وتربیتی اجتماع

7 دسمبر 2014ء بروز اتوار حلقہ مالاکنڈ کا سہ ماہی دعوتی اجتماع حسب معمول مرکز حلقہ میں منعقد ہوا۔ خشک سردی کے علی الرغم رُفقاء واحباب کی آمد کا سلسلہ صبح سے جاری رہا۔ 9 بجے مسجد ہال بھر چکا تھا۔ پروگرام شروع ہوا تو سٹیج سیکرٹری نے ماہر القادری مرحوم کی مشہور ومعروف نظم ''قرآن کی فریاد'' سنائی۔ بعد ازاں قاری امیر رحمٰن کو درس قرآن دینے کے لئے دعوت دی۔ قاری صاحب نے امیر ومامور کا تعلق اور اجتماعی امور میں عذر ومعذرت کے حوالہ سے سورہ النور کے آخری رکوع کا مفصل درس دیا۔ بعد ازاں درسِ حدیث ہوا، جس کی سعادت باجوڑ کے رفیق تنظیم محمد نعیم نے حاصل کی۔ انہوں نے ارشادات نبویہؐ سے دُعا ومناجات اور ذکر وتسبیحات کے حوالہ سے ایک گلدستہ احادیث کا انتخاب کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی مضبوطی کے لئے مدرس نے ذکر الٰہی کے کچھ نسخے بتائے۔ پروگرام کا بقیہ حصہ منہج انقلاب نبویؐ کے چھ مراحل کے بیان پر مشتمل تھا۔ انقلاب نبویؐ کے پہلے دو مراحل پر جناب فیض الرحمٰن نے جبکہ دوسرے دو مراحل پر حضرت نبی محسن نے گفتگو کی۔ درمیان میں آدھا گھنٹہ وقفہ کیا گیا، جس میں شرکاء کو چائے پیش کی گئی۔ اس کے بعد منہج نبویؐ کے آخری دو مراحل کو حافظ احسان اللہ نے بیان کیا۔ تینوں نشستوں میں شرکاء کو سوال وجواب کا موقع بھی دیا گیا۔

مزید برآں اس بار بھی سہ ماہی تربیتی اجتماع کے ساتھ احباب کے لئے الگ دعوتی پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں جناب فیض الرحمٰن، ممتاز بخت اور امین سواتی نے خطابات کئے۔ یہ دعوتی اور تربیتی اجتماع ایک بجے تک جاری تھا۔ بعد ازاں شرکاء کو ظہرانہ دیا گیا۔ ظہرانہ پر باجوڑ کے ملتزم رفیق اور پشتو شاعر جہانگیر خان نے علامہ اقبال مرحوم کی معرکۃ آرا نظموں ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' کا منظوم پشتو ترجمہ پیش کیا۔ ساتھیوں نے اِس کاوش کو بہت سراہا۔

نماز ظہر کے بعد اُمراء کا ماہانہ مشاورت شروع ہوا، جبکہ باقی ساتھی اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنے دربار میں قبول فرما کر سب رُفقاء کے لئے توشہ آخرت بنائے۔ (آمین) (مرتب: شاہ وارث)

مقامی تنظیم چھاؤنی (حلقہ لاہور شرقی) میں دعوتی اجتماع

14 دسمبر 2014ء بعد نماز عصر حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم چھاؤنی کے زیر اہتمام جامع مسجد عسکری VIII نزد نشاط کالونی میں اُسوۂ رسول ﷺ کے موضوع پر ایک دعوتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ مسجد کی انتظامیہ نے اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کیا۔ دعوتی نشست سے تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت کے ناظم حافظ انجینئر نوید احمد نے خطاب فرمایا۔ قبل ازیں حلقہ لاہور شرقی کے ناظمِ نشر واشاعت محمد عظیم نے جو وہاں خطاب جمعہ کی ذمہ داری بھی ادا کرتے ہیں، مہمان مقرر کا شرکائے مجلس سے مختصر تعارف کرایا اور دعوتِ خطاب دی۔ فاضل مقرر نے سورۃ الاحزاب کی آیت ﴿لقد كان لكم فى رسول الله أسوة حسنة﴾ کی روشنی میں جامع اور موثر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا اُسوۂ حسنہ زندگی کے ہر شعبے میں ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ محفوظ ہے۔ آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقاریر سینہ بہ سینہ روایت کی شکل میں محفوظ ہیں اور قرآن کی عملی تفسیر ہیں۔ مذکورہ آیت کے شان نزول کے حوالے سے غزوۂ احزاب کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے مہمان مقرر نے کہا کہ اتباع رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہم آپؐ کی سنت وسیرت مطہرہ کی پیروی کریں، اور یہ پیروی زندگی کے ہر گوشے میں ہو۔ اتباع رسولؐ کے لئے ہمیں آپؐ کے لائے ہوئے نظام عدل وقسط کے قیام کی جدوجہد میں شامل ہو کر اپنے جان ومال سے جہاد کرنا ہوگا اور یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہماری زندگی کا مقصد اللہ کے دین کی سرفرازی ہے۔ انہوں نے کہا کہ غلبۂ دین تو ہو کر رہنا ہے۔ اس کی خبریں احادیث میں آئی ہیں۔ تاہم ہمیں اس کے لئے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ آخر میں انہوں نے تنظیم اسلامی کی جدوجہد اور نفاذ شریعت کے حوالے سے دیگر جماعتوں کے طریق کار کا تذکرہ کرتے ہوئے حاضرین مجلس کو تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی۔

پروگرام کا اختتام نماز مغرب سے قبل دعا پر ہوا۔ بعد ازاں شرکائے مجلس کی تواضع کی گئی۔ اللہ کریم اپنے دین کی دعوت واقامت کی اس سعی کو اپنے بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔ (رپورٹ: عبدالمنان)

بانئ تنظیم اسلامی وداعی تحریکِ خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی چند فکر انگیز تصانیف

داعی رجوع الی القرآن کا شہرہ آفاق دورۂ ترجمہ القرآن
اب کتابی شکل میں بعنوان

بیان القرآن

حصہ اول: صفحات: 359 ، قیمت 450 روپے
حصہ دوم: صفحات: 321 ، قیمت 400 روپے
حصہ سوم: صفحات: 331 ، قیمت 425 روپے
حصہ چہارم: صفحات: 394 ، قیمت 450 روپے
حصہ پنجم: صفحات: 480 ، قیمت 550 روپے
حصہ ششم: صفحات: 484، قیمت 590 روپے

شرک کی حقیقت، اقسام اور دورِ حاضر کے
شرک سے واقفیت کے لیے مطالعہ کیجئے

حقیقت واقسام شرک

قیمت اشاعت عام: 60 روپے، خاص: 90 روپے

سیرت النبیؐ کی روشنی میں
اسلامی انقلاب کے مراحل، مدارج اور لوازم

منہجِ انقلابِ نبویؐ

مجلد: 400 روپے غیر مجلد: 200 روپے

بعثتِ انبیاء کا اساسی مقصد بعثتِ محمدیؐ
کی اتمامی و تکمیلی شان

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

اشاعت خاص: 50 روپے

ایک مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی
ذمہ داریاں کون سی ہیں؟

دینی فرائض کا جامع تصور

اشاعت خاص 25 روپے، عام 20 روپے

پاکستان کی اساس، معجزانہ قیام، عالمی غلبہ اور
پاکستان، استحکام کا واحد ذریعہ اسلامی انقلاب

استحکامِ پاکستان

اشاعت خاص: 150 روپے

سورۃ العصر کی روشنی میں

راہِ نجات

اشاعت خاص: 70 روپے، مختصر ایڈیشن: 20 روپے

عظمتِ مصطفی ﷺ مقصدِ بعثت، اسوۂ رسولؐ
رسول انقلابؐ کا طریق انقلاب، ختم نبوت

رسول اکرم اور ہم

اشاعت خاص: 450 روپے

اُمتِ مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل

اور نہی عن المنکر کی خصوصی اہمیت

مجلد 100 روپے، غیر مجلد 45 روپے

پاکستان اور ملت اسلامیہ کے حال اور مستقبل کے
تناظر میں لکھے گئے فکر انگیز اخباری کالموں کا مجموعہ

بصائر

صفحات: 130 قیمت: 65 روپے

قرآن حکیم کی عظمت، تعارف اور حقوق و مطالبات
جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ

قرآن حکیم اور ہم

اشاعت خاص 400 روپے، عام 270 روپے

برعظیم پاک وہند میں

اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل

اور اس سے انحراف کی راہیں

اعلیٰ ایڈیشن: 50 روپے

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی اور مقبول عام دستاویز
جس کا انگریزی، عربی، فارسی اور سندھی میں ترجمہ ہو چکا ہے

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 45 روپے، اشاعت عام: 25 روپے

سابقہ اور موجودہ

مسلمان اُمتوں کا ماضی حال اور مستقبل

اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری

اشاعت خاص 120 روپے

ڈاکٹر صاحب کے دو خطبات کا مجموعہ

اسلام میں عورت کا مقام

اشاعت خاص: 100 روپے، اشاعت عام: 70 روپے

مفصل فہرست طلب کیجئے: مکتبہ خدام القرآن، 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔فون نمبر 3-042-35869501